Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل
ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون ۴۴۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
جلد ۷۵/۴۰ | بدھ ۲۹ رمضان المبارک ۱۴۱۰ھ، ۲۵ شہادت ۱۳۶۹ ہش، ۲۵ اپریل ۱۹۹۰ء | نمبر ۹۵

جماعت احمدیہ کی ذمہ داری

"دراصل پیغام کی فتح ہی وہ فتح ہے جس کی قدر ہونی چاہیئے۔ اور سپین کی زمین کو دوبارہ پیغام کے ذریعے (دین حق) کے لئے جیتنا ہمارا فرض ہے اور آج یہ پیغام کی فتح ہمارے نام لکھی گئی ہے۔ اگر جماعت احمدیہ نے اس ذمہ داری کو ادا نہ کیا تو کوئی اور اس ذمہ داری کو ادا نہیں کر سکے گا۔"

(ارشاد سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ
الفضل ۱۲ اپریل ۱۹۹۰ء صہ ۲)

ارشاداتِ عالیہ حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ

"آج کل خدا نمائی کی بڑی ضرورت ہے۔ دراصل اگر دیکھا جاوے تو خدا تعالےٰ کی ہستی سے انکار ہو رہا ہے۔ بہت لوگوں کو یہ خیال ہے کہ کیا ہم خدا تعالےٰ کی ہستی کے قائل نہیں ہیں۔ وہ اپنے زعم میں تو سمجھتے ہیں کہ خدا تعالےٰ کو وہ مانتے ہیں لیکن ذرا غور سے ایک قدم رکھیں تو ان کو معلوم ہو کہ وہ درحقیقت قائل نہیں ہیں کیونکہ اور اشیاء کے وجود کے قائل ہونے سے جو حرکات اور افعال ان سے صادر ہوتے ہیں وہ خدا کے وجود کے قائل ہونے سے کیوں صادر نہیں ہوتے۔ مثلاً جب کہ وہ سم الفار سے واقف ہے کہ اس کے کھانے سے مر جاتا ہے تو وہ اس کے نزدیک نہیں جاتا اور نہیں کھاتا کیونکہ اسے یقین ہے کہ میں اگر کھا لوں گا تو مر جاؤں گا۔ پس اگر خدا تعالےٰ کی ہستی پر بھی یقین ہوتا تو وہ اسے مالک، خالق اور قادر جان کر نافرمانی کیوں کرتا؟ پس ظاہر ہے کہ بڑا ضروری مسئلہ ہستیٔ باری تعالےٰ کا ہے اور قابلِ قدر وہی مذہب ہو سکتا ہے جو کہ اسے نئے نئے لباس میں پیش کرتا رہے تاکہ دلوں پر اثر پڑ سکے۔ دراصل یہ مسئلہ ام المسائل ہے۔"

(ملفوظات جلد ہفتم صہ ۳۱۰)

عید کے دن ایمان والا یہ سمجھ کر کھاتا ہے کہ میرا خدا مجھے کھلاتا ہے

ارشادات سیدنا حضرت فضل عمر (اللہ تعالےٰ اُن سے راضی رہے)

"ایمان والے کی غذا ہمیشہ ہی کم ہوتی ہے پس عید کے دن کو کھانے کا دن کہنے سے یہ مراد نہیں کہ اس دن خوب پیٹ بھرو۔ یہ بات سنتِ انبیاء کے خلاف ہے۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ اس دن (ایمان لانے والا) یہ سمجھ کر کھاتا ہے کہ میرا خدا مجھے کھلاتا ہے۔ اور اصل کھانا یہی ہے۔ سید عبدالقادر جیلانی رح کے متعلق آتا ہے۔ انہوں نے فرمایا میں کھانا نہیں کھاتا جب تک خدا تعالےٰ مجھے الہام نہیں کرتا کہ اے عبدالقادر تجھے میری ہی ذات کی قسم کھا۔ اسی طرح آپ بہت قیمتی لباس پہنا کرتے تھے۔ لکھا ہے آپ کا ایک جوڑا ہزار دینار یعنی قریباً چودہ ہزار روپیہ کی مالیت کا ہوتا تھا اور آپ اسے بہت جلدی جلدی تبدیل کیا کرتے تھے، آپ پر جب اعتراض کیا گیا کہ یہ اسراف ہے تو آپ نے فرمایا کہ میں تو کوئی کپڑا نہیں پہنتا جب تک میرا خدا مجھے نہیں کہتا کہ اے عبدالقادر تجھے میری ذات کی قسم ایسا کپڑا پہن اور نہیں کھاتا جب تک خدا مجھے نہیں کھلاتا۔ اولیاء اللہ تو کبھی بھی خدا کے حکم کے بغیر نہیں کھاتے اور نہیں پہنتے لیکن یہ عید کا دن ایسا ہے جب ہر ایمان لانے والے کو خدا کھلاتا ہے۔ پس عید کے متعلق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ یہ کھانے پینے کا دن ہے اس کا یہی مطلب ہے کہ اس دن ایمان والا خدا کے حکم سے کھاتا ہے نہ یہ کہ اس طرح پیٹ بھر کر کھاؤ جس طرح ہندو پانڈے کھاتے ہیں۔ اور اصل کھانا وہی ہے جو خدا کے حکم سے کھایا جائے اگر خدا تعالےٰ یہ حکم دیتا کہ عید کے

باقی صہ ۱۱ کالم ۴ پر

○ محترم شیخ محمد یوسف چنیوٹی صاحب ابن شیخ محمد داؤد چنیوٹی محلہ دارالیمن شرقی ربوہ جو کہ ملک فضل احمد صاحب کے داماد تھے مختصر علالت کے بعد مورخہ ۳ اپریل ۹۰ء کو فضل عمر ہسپتال ربوہ میں وفات پا گئے۔ موصوف موصی تھے ان کی نماز جنازہ بیت المبارک میں محترم مولانا سلطان محمود انور صاحب نے پڑھائی۔ بہشتی مقبرہ میں تدفین مکمل ہونے پر محترم چوہدری اللہ بخش صاحب سابق صدر محلہ دارالصدر شمالی نے دعا کروائی۔ موصوف نے اپنے پیچھے بیوہ کے علاوہ ۴ لڑکے اور ۳ لڑکیاں یادگار چھوڑی ہیں۔

○ مکرم میاں محمد اسماعیل صاحب فاضل (والد میاں غلام احمد صاحب ریٹائرڈ سپرنٹنڈنٹ محکمہ انہار) پیپلز کالونی فیصل آباد مورخہ ۱۳ اپریل کو بعمر ۸۷ سال وفات پا گئے۔ آپ موصی تھے۔ آپ کا جنازہ مکرم مولانا سلطان محمود صاحب انور ناظر اصلاح وارشاد نے ۱۴ اپریل کو پڑھایا اور بہشتی مقبرہ میں تدفین ہوئی۔ آپ نے ۴۵ سال تک عربی ٹیچر کے طور پر کام کیا اور فیصل آباد میں مختلف دینی خدمات کی توفیق پائی۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے اور پسماندگان کو صبر جمیل سے نوازے۔

اعلان تعطیل

مورخہ ۲۶ اپریل بروز جمعرات اور مورخہ ۲۸ اپریل بروز ہفتہ عیدالفطر کے سلسلے میں دفتر الفضل میں تعطیل ہو گی۔ لہٰذا ان دنوں میں پرچہ شائع نہیں ہو گا قارئین کرام اور ایجنٹ حضرات نوٹ فرمالیں۔

(مینجر الفضل)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: آغا سیف اللہ ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس ، ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی ، ربوہ
قیمت دو روپے پچاس پیسے

۲۵ ، شہادت ۱۳۶۹ ہش — ۲۵ ، اپریل ۱۹۹۰ء

خوشیاں بانٹیے

جس طرح روزہ رکھنے سے دیگر باتوں کے علاوہ توجہ اس طرف مبذول ہوتی ہے کہ جو غریب بھوک اور افلاس کے مارے ہوئے ہیں ان کی کیا کیفیت ہوتی ہے اور یہ بات کیوں ضروری ہے کہ معاشرے میں ایسے لوگوں کی مدد کی جائے ۔ بھوکا رہنے ہی سے پتہ چل سکتا ہے کہ بھوک کیا ہے ، اور بھوک کا پتہ چلنے ہی سے بھوکے کی مدد کا جذبہ پیدا ہوتا ہے ۔ اور اس جذبہ کے پیدا ہونے ہی سے مدد کی طرف قدم اُٹھانے کا خیال آتا ہے ۔ اسی طرح عید کے روز بھی اس احساس کو اُجاگر کرنے کی ضرورت ہے کہ یہ خوشی کا دن ہے اور بہت سے ایسے لوگ بھی موجود ہیں جو اس خوشی کے دن بھی خوشی کے وسائل سے محروم ہو سکتے ہیں ۔ ان کو خوشی مہیّا کرنے کے لئے کچھ نہ کچھ کرنا لازمی ہو جاتا ہے اور سارے معاشرے کی خوشی کا دارومدار اس بات پر ہے کہ سب خوش ہوں ۔

عید کے روز سب لوگوں کو خوشیوں میں شامل کرنے کیلئے عید سے پہلے کچھ رقم اکٹھی کر کے تقسیم تو کی جاتی ہے اور اس سے بہتوں کا بھلا ہے لیکن اس کے علاوہ بھی مواقع تلاش کرنے کی ضرورت ہے اور ان مواقع کو ذاتی تعلق اور شخصی رابطہ سے منسلک کرنے سے حقیقی فائدہ ہو سکتا ہے ۔ اس امر کے پیش نظر حضرت امام جماعت احمدیہ (اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ کی مدد فرماتا رہے) نے ایک عید کے موقعہ پر فرمایا تھا کہ اس خوشی کے دن آپ غرباء — اپنے سے کم وسعت رکھنے والوں — کو خود ان کے گھر جا کر تحفے دیجے ۔ مٹھائی ان کے بچوں میں تقسیم کیجے ۔ اور انہیں اس بات کا احساس دلائیے کہ معاشرہ میں ہم سب ایک ہیں ۔ ہماری خوشی سب کی خوشی ہے ۔

جب سے حضور انور نے یہ بات بیان فرمائی ہے اللہ کے فضل سے جماعت کے مخلص افراد اس پر عمل پیرا ہیں اور اس کے نہائت خوشگوار نتائج برآمد ہوئے ہیں ۔ لینے والوں کو خوشی کا تحفہ مل جاتا ہے اور دینے والوں کے دلوں میں مسرت و انبساط کی لہریں پھوٹنے لگتی ہیں ۔ ایک تو اس لئے کہ اپنے امام کے حکم کی تعمیل کر رہے ہیں اور دوسرے اس لئے کہ معاشرہ میں خوشیاں بانٹ رہے ہیں ۔ خوشیاں بانٹنے سے بڑھ کر خوشی کا اور کون سا مقام ہو سکتا ہے ۔

ایک دفعہ پھر ہمارے لئے یہ خوشیاں بانٹنے کا موقعہ پیدا ہوا ہے ۔

آئیے ماحول کا نقشہ بدل دیں آج ہم
نوچ ڈالیں ہر کسی کے دل سے خوف وبیم آج
بھائی بھائی بن کے ہم باہمدگر ہوں آج خوش
آئیے خوش ہو کے ہم خوشیاں کریں تقسیم آج

ابوالاقبال

آغوشِ قلب و جاں میں برقِ تپاں کو پال
گرمی کی اِک ذرا سی رمق ہے اسے سنبھال

منزل پہ جا کے تجھ سے ملا تو مَیں کیا ملا
تُو راستوں میں مل ، مری اس بات کو نہ ٹال

زر کو بس ایک آنچ سے مَیں نے کیا ہے خاک
اس کیمیا گری میں ملا ہے مجھے کمال

گرنے کا ڈر جو خاک نشینوں کو ہو تو کیوں
سب جانتے ہیں مسندِ بالا کو ہے زوال

تجھ تک پہنچ نہ پائی تو لَوٹ آئے گی نظر
کیا اور بھی ہے اس کے سوا کوئی احتمال

اِک تیرے دَر پہ ہاتھ کو پھیلا رہا ہوں مَیں
تیری گلی میں اَور کیا ہے کہاں سوال

دشت و جَبل کو ہے مرے سنّاٹے کی تلاش
شہروں نے میرے گرد لپیٹا صدا کا جال

تُو میرا ہمسفر ہے تو رَہ میرے ساتھ ساتھ
مجھ سے قدم ملا مرے ہاتھوں میں ہاتھ ڈال

سَو سال کٹ گئے ہیں ۔ بس اک سال کی طرح
اب سوچتا ہوں ایک صَدی میں ہیں کتنے سال

تم خوش نصیب ہو کہ وہاں تک پہنچ سکے
مجھ سے بھی تو نسیم کہو اُس گلی کا حال

نسیم سیفی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سیّدنا حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے

زندگی بخش فرمودات

خدا اور اس کی توحید

"خدا اپنی تمام خوبیوں کے لحاظ سے واحد لاشریک ہے۔ کوئی بھی اس میں نقص نہیں وہ مجمع ہے تمام صفات کاملہ کا اور مظہر ہے تمام پاک قدرتوں کا اور مبداء ہے تمام مخلوق کا اور سرچشمہ ہے تمام فیضوں کا اور مالک ہے تمام جزا سزا کا اور مرجع ہے تمام امور کا۔"

"اور مالک ہے ہر ایک ملک کا اور متصف ہے ہر ایک کمال سے اور منزہ ہے ہر ایک عیب اور ضعف سے اور مخصوص ہے اس امر میں کہ زمین والے اور آسمان والے اسکی عبادت کریں اور اس کے آگے کوئی بات بھی ان ہونی اور تمام روح اور اس کی طاقتیں اور تمام ذرات اور ان کی طاقتیں اسی کی پیدائش ہیں ۔ ۔ ۔ ۔"

"وہ سچا اور کامل خدا جس پر ایمان لانا ہر ایک بندہ کا فرض ہے وہ رب العالمین ہے اور اس کی ربوبیت کسی خاص قوم تک محدود نہیں۔ اور نہ کسی خاص زمانہ تک اور نہ کسی خاص ملک تک بلکہ وہ سب قوموں کا رب ہے اور تمام زمانوں کا رب ہے اور تمام مکانوں کا رب ہے اور تمام ملکوں کا وہی رب ہے اور تمام فیوض کا وہی سرچشمہ ہے اور ہر ایک جسمانی اور روحانی طاقت اسی سے ہے اور اسی سے تمام موجودات پرورش پاتی ہے اور ہر ایک وجود کا وہی سہارا ہے۔"

"ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے۔ ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں کیونکہ ہم نے اسکو دیکھا اور ہر ایک خوبصورتی اس میں پائی۔ یہ دولت لینے کے لائق ہے اگرچہ جان دینے سے ملے اور یہ لعل خریدنے کے لائق ہے۔ اگرچہ تمام وجود کھونے سے حاصل ہو۔ اے محرومو! اس چشمہ کی طرف دوڑو کہ وہ تمہیں سیراب کرے گا۔ یہ زندگی کا چشمہ ہے جو تمہیں بچائے گا میں کیا کروں اور کس طرح اس خوشخبری کو دلوں میں بٹھادوں۔ کس دف سے بازاروں میں منادی کروں کہ تمہارا یہ خدا ہے تا لوگ سن لیں اور کس دوا سے میں علاج کروں تا سننے کے لئے لوگوں کے کان کھلیں۔"

"یاد رہے کہ حقیقی توحید جس کا اقرار خدا ہم سے چاہتا ہے اور جس کے اقرار سے نجات وابستہ ہے یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کو اپنی ذات میں ہر ایک شریک سے خواہ بت ہو خواہ انسان ہو خواہ سورج ہو یا چاند یا اپنا نفس یا اپنی تدبیر اور مکر و فریب ہو منزّہ سمجھنا اور اس کے مقابل پر کوئی قادر تجویز نہ کرنا کوئی رازق نہ ماننا۔ کوئی معزّ اور مذل خیال نہ کرنا۔ کوئی ناصر اور مددگار قرار نہ دینا اور دوسرے یہ کہ اپنی محبت اسی سے خاص کرنا۔ اپنی عبادت اسی سے خاص کرنا۔ اپنا تذلل اسی سے خاص کرنا۔ اپنی امیدیں اسی سے خاص کرنا۔ اپنا خوف اسی سے خاص کرنا۔ پس کوئی توحید بغیر ان تین قسم کی تخصیص کے کامل نہیں ہو سکتی۔ اوّل ذات کے لحاظ سے توحید یعنی یہ کہ اس کے وجود کے مقابل پر تمام موجودات کو معدوم کی طرح سمجھنا اور تمام کو ہالکۃ الذات اور باطلۃ الحقیقت خیال کرنا۔ دوم صفات کے لحاظ سے توحید۔ یعنی یہ کہ ربوبیت اور الوہیت کی صفات بجز ذات باری کسی میں قرار نہ دینا اور جو بظاہر رب الانواع یا فیض رساں نظر آتے ہیں یہ اسی کے ہاتھ کا ایک نظام یقین کرنا تیسرے اپنی محبت اور صدق اور صفا کے لحاظ سے توحید یعنی محبت وغیرہ شعارِ عبودیت میں دوسرے کو خدا تعالیٰ کا شریک نہ گرداننا اور اسی میں کھوئے جانا"

"توحید تین درجہ پر منقسم ہے۔ درجہ اوّل عوام کے لئے یعنی ان کے لئے جو خدا تعالیٰ کے غضب سے نجات پانا چاہتے ہیں۔ دوسرا درجہ خواص کے لئے یعنی ان کے لئے جو عوام کی نسبت زیادہ تر قرب الٰہی کے ساتھ خصوصیت پیدا کرنا چاہتے ہیں اور تیسرا درجہ خواص الخواص کے لئے جو قرب کے کمال تک پہنچنا چاہتے ہیں۔ اوّل مرتبہ توحید کا تو یہی ہے کہ غیر اللہ کی پرستش نہ کی جائے اور ہر ایک چیز جو محدود اور مخلوق معلوم ہوتی ہے۔ خواہ زمین پر ہے خواہ آسمان پر اس کی پرستش سے کنارا کیا جائے۔ دوسرا مرتبہ توحید کا یہ ہے کہ اپنے اور دوسرے کے تمام کاروبار میں مؤثر حقیقی خدا تعالیٰ کو سمجھا جائے اور اسباب پر اتنا زور نہ دیا جائے جس سے وہ خدا تعالیٰ کے شریک ٹھہر جائیں۔ مثلاً یہ کہنا کہ زید نہ ہوتا تو میرا یہ نقصان نہ ہوتا اور بکر نہ ہوتا تو میں تباہ ہو جاتا۔ اگر یہ کلمات اس نیت سے کہے جائیں کہ جس سے حقیقی طور پر زید و بکر کو کچھ چیز سمجھا جائے تو یہ بھی شرک ہے۔ تیسری قسم توحید کی یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی محبت میں اپنے نفس کے اغراض کو بھی درمیان سے اٹھانا اور اپنے وجود کو اس کی عظمت میں محو کرنا۔"

"کہا گیا ہے کہ 'اللہ' اسم اعظم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمام صفات کو اس کے تابع رکھا ہے۔ ۔ ۔ ۔ اسم اعظم سے مراد یہ ہے کہ جس ذریعہ سے انسانیت کو کمالات حاصل ہوں۔"

"اصطلاح کی رُو سے اللہ اس ذات کا نام ہے جس کی تمام خوبیاں حسن و احسان کے کمال کے نقطہ پر پہنچی ہوئی ہوں اور کوئی منفعت اس کی ذات میں نہ ہو۔ قرآن شریف میں تمام صفات کا موصوف صرف اللہ کے اسم کو ہی ٹھہرایا ہے تا اس بات کی طرف اشارہ ہو کہ اللہ کا اسم تب متحقق ہوتا ہے کہ جب تمام صفاتِ کاملہ اس میں پائی جائیں، پس جبکہ ہر ایک قسم کی خوبی اس میں پائی گئی تو حسن اس کا ظاہر ہے۔"

"خدا کا قانون قدرت اور صحیفۂ فطرت جس کا سلسلہ قدیم سے اور انسان کی بنیاد کے وقت سے چلا آتا ہے وہ ہمیں یہ سکھاتا ہے کہ خدا کے ساتھ تعلق شدید پیدا ہونے کیلئے یہ ضروری ہے کہ اس کے احسان اور حسن سے تمتّع اٹھایا جائے۔ ۔ ۔ احسان سے مراد خدا تعالیٰ کے اخلاقی نمونے ہیں جو کسی انسان نے اپنی ذات کی نسبت بچشمِ خود دیکھے ہیں مثلاً بے کسی اور عاجزی اور کمزوری اور یتیمی کے وقت میں خدا اسکا متولی ہوا ہو۔ اور حاجتوں اور ضرورتوں کے وقت میں خدا نے خود اس کی حاجت براری کی ہو اور سخت اور کمر شکن غموں کے وقت میں خدا نے خود اس کی مدد کی ہو اور خدا طلبی کے وقت میں بغیر توسط کسی مرشد اور ہادی کے خود خدا نے اس کی رہنمائی کی ہو اور حسن سے مراد بھی خدا تعالیٰ کی وہی صفات حسنہ ہیں جو احسان کے رنگ میں ملاحظہ ہوتی ہیں۔ مثلاً خدا کی قدرتِ کاملہ اور رفق اور وہ لطف اور وہ ربوبیت اور وہ رحم جو خدا میں پایا جاتا ہے اور وہ عام ربوبیت اس کی جو مشاہدہ ہو رہی ہے اور وہ عام نعمتیں اس کی جو انسانوں کے آرام کے لئے بکثرت موجود ہیں اور وہ علم اس کا جس کو انسان نبیوں کے ذریعہ سے حاصل کرتا ہے اور اس کے ذریعہ سے موت اور تباہی سے بچتا ہے اور اس کی یہ صفت کہ وہ بیقراروں اور درماندوں کی دعائیں قبول کرتا ہے اور اس کی یہ خوبی کہ جو لوگ اس کی طرف جھکتے ہیں وہ ان سے زیادہ ان کی طرف جھکتا ہے یہ تمام صفات خدا کی اسی کے حسن میں داخل ہیں۔"

"اللہ تعالیٰ کی دو صفتیں بڑی قابلِ غور ہیں اور ان صفات پر ایمان لانے سے بھی امید وسیع ہوتی۔ ۔ ۔ اور یقین زیادہ ہوتا ہے۔ وہ صفات اس کے قادر اور کریم ہونے کی ہیں۔ جب تک یہ دونوں باتیں نہ ہوں کوئی فیض نہیں ملتا ہے۔ ۔ ۔ ۔ پس جب ایسے قادر اور کریم ذات کے ساتھ کوئی کامل تعلق پیدا کرے تو اس سے بڑھ کر خوش قسمت کون ہوگا۔ بڑا ہی مبارک اور خوش قسمت ہے وہ شخص جو اس کا فیصلہ کرے۔"

"خدا تعالیٰ دنیا میں تین قسم کے کام کیا کرتا ہے (۱) خدا کی حیثیت سے (۲) دوسری دوست کی حیثیت سے (۳) تیسرے دشمن کی حیثیت سے۔ جو کام عام مخلوقات سے ہوتے ہیں وہ محض خدائی حیثیت سے ہوتے ہیں۔ اور جو کام محبّین اور محبوبین سے ہوتے ہیں وہ نہ صرف خدائی حیثیت سے بلکہ دوستی کی حیثیت کا رنگ ان پر غالب آتا ہے۔ اور صریح دنیا کو محسوس ہوتا ہے کہ خدا اس شخص کی دوستانہ طور پر حمایت کر رہا ہے اور جو کام دشمنوں کی حیثیت سے ہوتے ہیں ان کے ساتھ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایک موذی عذاب ہوتا ہے اور ایسے نشان ظاہر ہوتے ہیں جن سے صریح دکھائی دیتا ہے کہ خدا تعالیٰ اس قوم یا اس شخص سے دشمنی کر رہا ہے۔ اور خدا جو اپنے دوست کے ساتھ کبھی یہ معاملہ کرتا ہے جو تمام دنیا کو اس کا دشمن بنا دیتا ہے۔ اور کچھ مدت ان کی زبانوں یا ان کے ہاتھوں کو اس پر مسلط کر دیتا ہے۔ یہ اس لئے خدا ایسے غیور نہیں کرتا کہ اس اپنے دوست کو ہلاک کرنا چاہتا ہے یا بے عزت اور ذلیل کرنا چاہتا ہے بلکہ اس لئے کرتا ہے کہ تا دنیا کو اپنے نشان دکھاوے اور تا شوخ دیدہ مخالفوں کو معلوم ہو کہ انہوں نے دشمنی میں ناخنوں تک زور لگا کر نقصان پہنچایا۔"

خدا کے دوستوں کی علامات

"خدا تعالیٰ کے خالص دوستوں کی یہ علامتیں ہیں کہ

۱۔ ایک خالص محبت ان کو عطا کی جاتی ہے جس کا اندازہ کرنا اس جہان کے لوگوں کا کام نہیں

۲۔ ان کے دلوں پر ایک خوف بھی ہوتا ہے جس کی وجہ سے وہ دقائق اطاعت کی رعایت رکھتے ہیں تا ایسا نہ ہو کہ یارِ قدیم آزردہ ہو جائے۔

۳۔ ان کو خارق عادت استقامت دی جاتی ہے کہ اپنے وقت پر دیکھنے والوں کو حیران کر دیتی ہے۔

۴۔ جب ان کو کوئی بہت ستاتا ہے اور باز نہیں آتا تو ان کے لئے غضب اس ذاتِ قوی کا جو ان کا متولی ہے یک دفعہ بھڑکتا ہے۔

۵۔ جب ان سے کوئی بہت دوستی کرتا ہے اور سچی وفاداری اور اخلاص کے ساتھ ان کی راہ میں فدا ہو جاتا ہے تو خدا تعالیٰ اس کو اپنی طرف کھینچتا ہے اور اس پر ایک خاص رحمت نازل کرتا ہے۔

۶۔ ان کی دعائیں بہ نسبت اوروں کے بہت زیادہ قبول ہوتی ہیں یہاں تک کہ وہ شمار نہیں کر سکتے۔ کہ کس قدر قبول ہوئیں۔

۷۔ ان پر اکثر اسرار غیب ظاہر کئے جاتے ہیں اور وہ باتیں جو ابھی ظہور میں نہیں آئیں ان پر کھولی جاتی ہیں۔ اگرچہ اور مومنوں کو بھی سچی خوابیں اور سچے مکاشفات معلوم ہو جاتے ہیں مگر یہ لوگ تمام دنیا سے نمبر اول پر ہوتے ہیں۔

۸۔ خدا تعالیٰ خاص طور پر ان کا متولی ہو جاتا ہے اور جس طرح اپنے بچوں کی کوئی پرورش کرتا ہے اس سے بھی زیادہ نگاہِ رحمت ان پر رکھتا ہے۔

۹۔ جب ان پر کوئی بڑی مصیبت کا وقت آتا ہے تو اس وقت دو طوروں میں سے ایک طور کا ان سے معاملہ ہوتا ہے یا خارق عادت طور پر اس مصیبت سے رہائی دی جاتی ہے اور یا ایک ایسا صبرِ جمیل عطا کیا جاتا ہے جس میں لذت اور سرور اور ذوق ہو۔

۱۰۔ ان کی اخلاقی حالت ایک ایسے اعلیٰ درجہ کی کی جاتی ہے جو تکبر اور نخوت اور کمینگی اور خود پسندی اور ریاکاری اور حسد اور بخل اور تنگ دلی سب دور کی جاتی ہے اور انشراح صدر اور بشاشت عطا کی جاتی ہے

۱۱۔ ان کی توکل نہایت اعلیٰ درجہ کی ہوتی ہے اور اس کے ثمرات ظاہر ہوتے رہتے ہیں۔

۱۲۔ ان کو اعمالِ صالحہ کے بجا لانے کی قوت دی جاتی ہے جو دوسرے ان میں کمزور ہوتے ہیں۔

۱۳۔ ان میں ہمدردی خلق اللہ کا مادہ بہت بڑھایا جاتا ہے اور بغیر توقع کسی اجر اور بغیر خیال کسی ثواب کے انتہائی درجہ کا جوش ان میں خلق اللہ کی بھلائی کے لئے ہوتا ہے اور خود بھی نہیں سمجھ سکتے کہ اس قدر جوش کس غرض سے ہے، کیونکہ یہ امر فطرتی ہوتا ہے۔

۱۴۔ خدا تعالیٰ کے ساتھ ان لوگوں کو نہایت کامل وفاداری کا تعلق ہوتا ہے اور ایک عجیب مستی جاں فشانی کی ان کے اندر ہوتی ہے اور ان کی روح کو خدا تعالیٰ کی روح کے ساتھ وفاداری کا ایک راز ہوتا ہے جس کو کوئی بیان نہیں کر سکتا۔ اس لئے حضرت احدیت میں ان کا ایک مرتبہ ہوتا ہے جس کو خلقت نہیں پہچانتی۔ وہ چیز جو خاص طور پر ان میں زیادہ ہے اور جو سرچشمہ تمام برکات کا ہے اور جس کی وجہ سے یہ ڈوبتے ہوئے پھر نکل آتے ہیں اور موت تک پہنچ کر پھر زندہ ہو جاتے ہیں اور ذلتیں اٹھا کر پھر تاج عزت دکھا دیتے ہیں اور مہجور اور اکیلے ہو کر پھر ناگہاں ایک جماعت کے ساتھ نظر آتے ہیں۔ وہ یہی راز وفاداری ہے جس کے رشتہ محکم کو نہ تلواریں منقطع کر سکتی ہیں اور نہ دنیا کا کوئی بلوہ اور خوف اور مفسدہ اس کو ڈھیلا کر سکتا ہے۔

۱۵۔ پندرھویں علامت ان کی علم قرآن کریم ہے۔ قرآن کریم کے معارف اور حقائق و لطائف جس قدر ان لوگوں کو دیئے جاتے ہیں دوسرے لوگوں کو ہرگز نہیں دیئے جاتے۔ یہ لوگ وہی مطہرون ہیں۔ ان کی تقریر و تحریر میں اللہ جل شانہ' ایک تاثیر رکھ دیتا ہے جو علماء ظاہری کی تحریروں تقریروں سے نرالی ہوتی ہے اور اس میں ایک ہیبت اور عظمت پائی جاتی ہے اور بشرطیکہ حجاب نہ ہو دلوں کو پکڑ لیتی ہے۔

۱۶۔ ان میں ایک ہیبت بھی ہوتی ہے جو خدا تعالیٰ کی ہیبت سے رنگین ہوتی ہے۔"

۱۷۔ ان میں ایک ہیبت بھی ہوتی ہے جو خدا تعالیٰ کی ہیبت سے رنگین ہوتی ہے کیونکہ خدا تعالیٰ ایک خاص طور پر ان کے ساتھ ہوتا ہے اور ان کے چہروں پر عشق الٰہی کا ایک نور ہوتا ہے جو شخص اس کو دیکھ لے اس پر نار جہنم حرام کی جاتی ہے۔ ان سے ذنب اور خطا بھی صادر ہو سکتا ہے مگر ان کے دلوں میں ایک آگ ہوتی ہے جو ذنب اور خطا کو بھسم کر دیتی ہے اور ان کی خطا ٹھہرنے والی چیز نہیں بلکہ اس چیز کی مانند ہے جو ایک تیز چلنے والے پانی میں بہتی ہوئی چلی جاتی ہے۔ سو ان کا نکتہ چین ہمیشہ ٹھوکر کھاتا ہے

۱۸۔ خدا تعالیٰ ان کو ضائع نہیں کرتا اور ذلت اور خواری کی مار ان پر نہیں مارتا کیونکہ وہ اس کے عزیز اور اس کے ہاتھ کے پودے ہیں۔ ان کو اس لئے بلندی سے نہیں گراتا کہ تا ہلاک کرے بلکہ اس لئے گراتا ہے کہ تا ان کا خارق عادت طور پر بچ جانا دکھاوے۔ ان کو اس لئے آگ میں دھکا نہیں دیتا تا ان کو جلا کر خاکستر کر دیوے بلکہ اس لئے دھکا دیتا ہے تا لوگ دیکھ لیویں کہ پہلے تو آگ تھی مگر اب کیسا خوشنما گلزار ہے۔

۱۹۔ ان کو موت نہیں دیتا جب تک وہ کام پورا نہ ہو جاوے جس کے لئے وہ بھیجے گئے ہیں اور جب تک پاک دلوں میں ان کی قبولیت نہ پھیل جائے تب تک البتہ سفر آخرت ان کو پیش نہیں آتا۔

۲۰۔ ان کے آثارِ خیر باقی رکھے جاتے ہیں اور خدا تعالیٰ کئی پشتوں تک ان کی اولاد اور ان کے جانی دوستوں کی اولاد پر خاص طور پر نظرِ رحمت رکھتا ہے اور ان کا نام دنیا سے نہیں مٹاتا۔

تعلیم

"اس تعلیم کا خلاصہ یہی ہے کہ خدا کو واحد لاشریک سمجھو اور خدا کے بندوں سے ہمدردی اختیار کرو۔ اور نیک چلن اور نیک خیال انسان بن جاؤ۔ ایسے ہو جاؤ کہ کوئی فساد اور شرارت تمہارے دل کے نزدیک نہ آسکے۔ جھوٹ مت بولو۔ افترا مت کرو۔ اور زبان اور ہاتھ سے کسی کو ایذا مت دو۔ اور ہر ایک قسم کے گناہ سے بچتے رہو۔ اور نفسانی جذبات سے اپنے تئیں روکے رکھو۔ کوشش کرو کہ تا تم پاک دل اور بے شر ہو جاؤ۔۔۔ اور چاہیئے کہ تمام انسانوں کی ہمدردی تمہارا اصول ہو اور اپنے ہاتھوں اور اپنی زبانوں اور اپنے دل کے خیالات کو ہر ایک ناپاک منصوبہ اور فساد انگیز طریقوں اور خیانتوں سے بچاؤ۔ خدا سے ڈرو اور پاک دلی سے اسکی پرستش کرو۔ اور ظلم اور تعدی اور غبن اور رشوت اور حق تلفی اور بے جا طرفداری سے باز رہو۔ اور بد صحبت سے پرہیز کرو۔ اور آنکھوں کو بد نگاہوں سے بچاؤ۔ اور کانوں کو غیبت سننے سے محفوظ رکھو۔ اور کسی مذہب اور کسی قوم اور کسی گروہ کے آدمی کو بدی اور نقصان رسانی کا ارادہ مت کرو۔ اور ہر ایک کے لئے سچے ناصح بنو۔ اور چاہیئے کہ فساد انگیز لوگوں اور شریر اور بدمعاشوں اور بد چلنوں کو ہرگز تمہاری مجلس میں گزر نہ ہو۔ ہر ایک بدی سے بچو اور ہر ایک نیکی کے حاصل کرنے کے لئے کوشش کرو۔ اور چاہیئے کہ تمہارے دل فریب سے پاک اور تمہارے ہاتھ ظلم سے بری اور تمہاری آنکھیں ناپاکی سے منزہ ہوں اور تم میں کبھی بدی اور بغاوت کا منصوبہ نہ ہونے پاوے اور چاہیئے کہ تم اس خدا کے پہچاننے کیلئے بہت کوشش کرو جس کا پانا عین نجات اور جس کا ملنا عین رستگاری ہے۔ وہ خدا اسی پر ظاہر ہوتا ہے جو دل کی سچائی اور محبت سے اسکو ڈھونڈتا ہے۔ وہ اسی پر تجلی فرماتا ہے جو اسی کا ہو جاتا ہے۔ وہ دل جو پاک ہیں وہ اس کا تخت گاہ ہیں۔ اور وہ زبانیں جو جھوٹ اور گالی اور یاوہ گوئی سے منزہ ہیں وہ اس کی وحی کی جگہ ہیں۔ اور ہر ایک جو اس کی رضا میں فنا ہوتا ہے اس کی اعجازی قدرت کا مظہر ہو جاتا ہے۔"

"مجھے ان لوگوں سے کیا کام جو سچے دل سے دینی احکام اپنے سر پر نہیں اٹھا لیتے۔۔ اور راستبازی کو اختیار نہیں کرتے اور فاسقانہ عادتوں سے بیزار ہونا نہیں چاہتے اور ٹھٹھے کی مجالس کو نہیں چھوڑتے اور ناپاکی کے خیالوں کو ترک نہیں کرتے اور انسانیت اور تہذیب اور صبر اور نرمی کا جامہ نہیں پہنتے بلکہ غریبوں کو ستاتے اور عاجزوں کو دھکے دیتے اور اکڑ کر بازاروں میں چلتے اور تکبر سے کرسیوں پر بیٹھتے ہیں اور اپنے تئیں بڑا سمجھتے ہیں اور کوئی بڑا نہیں مگر وہی جو اپنے تئیں چھوٹا خیال کرے۔ مبارک وہ لوگ جو اپنے تئیں سب سے زیادہ ذلیل اور چھوٹا سمجھتے ہیں اور شرم سے بات کرتے ہیں اور غریبوں اور مسکینوں کی عزت کرتے اور عاجزوں کو تعظیم سے پیش آتے ہیں۔ اور کبھی شرارت اور تکبر کی وجہ سے ٹھٹھا نہیں کرتے اور اپنے رب کریم کو یاد رکھتے ہیں۔ اور زمین پر

باقی صفحہ ۱۱ کالم ۱ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ائمہ جماعتِ احمدیہ کی قیمتی نصائح

ذاتی سکھ کے ذرائع اخلاقِ فاضلہ ہیں

ارشادات حضرت امام جماعت احمدیہ (الاوّل) اللہ آپ سے راضی ہو

"اللہ جلّ شانہ، جس کو آنکھ دیتا ہے وہ ایسی آنکھ ہوتی ہے کہ اس سے خدا کی رضا کی راہوں کو دیکھ لیتا ہے۔ پھر ایک آنکھ اس سے بھی تیز ہے جس سے (ایمان والے) اللہ کی راہ پر علیٰ بصیرت چلتے ہیں۔ پھر اس سے بھی زیادہ تیز آنکھ ہے جو اولوالعزم رسولوں کو دی جاتی ہے۔ ان حواس کے متعلق اللہ اپنے پاک کلام میں وعظ کرتا ہے۔ دیکھو آج لوگوں نے کچھ نہ کچھ اہتمام ضرور کیا ہے۔ غسل کیا ہے لباس حتی المقدور عمدہ و نیا پہنا ہے۔ خوشبو لگائی ہے۔ پگڑی سنوار کر باندھی ہے۔ یہ سب کچھ کیوں کیا؟ صرف اس لئے کہ ہم باہر بے عیب ہو کر نکلیں۔ بہت سے گھر ایسے ہوں گے۔ جہاں بیوی بچوں میں اس لئے جھگڑا بھی پڑا ہو گا۔ اور اس جھگڑے کی اصل بنا یہی ہے کہ بے عیب بن کر باہر نکلیں۔

جس طرح فطرت کا یہ تقاضا ہے اور انسان اسے بہرحال پورا کرتا ہے اسی طرح اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ میں تمہارا مربیّ، میں تمہارا محسن ہوں جیسے تم نے اپنے جسم کو مصفیٰ و مطہر بے عیب بنا کر نکلنے کی کوشش کی ہے ویسے ہی تم اپنے ربّ کے نام کی بھی تسبیح کرتے ہوئے نکلو۔ اور دنیا پر اس کا بے عیب ہونا ظاہر کرو"

(خطبہ فرمودہ ۵ / اکتوبر ۱۹۱۰ء)

"ایک اور مشکل واعظ کے ساتھ لگی ہوتی ہے وہ یہ کہ بعض بہادر اس کی طرف ہمیشہ نکتہ چینی کی نظر سے دیکھتے ہیں اور اس کی نگرانی ہوتی رہتی ہے۔ اگرچہ انہوں نے

ع نوشت است پند بر دیوار

وغیرہ کہہ کر بہت کچھ اپنے تئیں چھڑایا ہے۔ مگر معترضین نے پیچھا نہیں چھوڑا۔ وہ جو معرفت کے خزانے اگلتا ہے اس کی طرف مطلق توجہ نہیں کرتے اور نکتہ چینی کرنے پر تلے رہتے ہیں"۔

"بعض تو ایسے ہیں جو گوش کر بھی نہیں سنتے اور بعض سامعین ایسے ہیں کہ انہیں مجلسِ وعظ میں محض کسی کی دوستی یا ذاتی غرض لاتی ہے۔ بعض نکتہ چینی کے لئے جاتے ہیں۔ ان کا خیال واعظ کی زبان کی طرف رہتا ہے۔ پس جونہی کوئی انگریزی یا سنسکرت یا عربی لفظ اس کے منہ سے نکل گیا تو یہ مسکرائے۔ بس ان کے سننے کا ماحصل صرف یہی ہے کہ وہ گھر میں آکر وعظ کی نقل لگایا کریں پھر ایک مشکل ہے وہ یہ کہ چور کی داڑھی میں تنکا۔ واعظ ایک بات کتاب اللہ سے پیش کرتا ہے۔ اب اگر سننے والے میں بھی وہی عیب ہے جو اس واعظ نے بتایا تو یہ سمجھتا ہے کہ مجھ کو سنا سنا کر یہ باتیں کرتا ہے اور گویا مجھے طعنے دے رہا ہے۔ حالانکہ واعظ کے وہم میں بھی یہ بات نہیں ہوتی"۔

(خطبہ فرمودہ ۱۶ اکتوبر ۱۹۰۹ء)

"میں نے ایک شخص کو دہلی میں معرفت کا ایک نہایت اعلیٰ نکتہ سنایا مگر اس نے مجھے کہا کہ تم کوئی طب کی بات کرو۔ قرآن شریف تمہیں نہیں آتا۔ میں حیران ہوا۔ آخر اس کی وجہ معلوم ہوئی کہ وہ علم قرأت پڑھا ہوا تھا۔ کیونکہ میں نے لفظ قرآن کو اس ترتیل و تجوید کے اصول کے مطابق ادا نہ کیا اس لئے وہ بگڑ گیا۔ اور وہ نکتہ نہ سن سکا اس طرح پر اس کا علم بجائے خشیت کے تکبّر کا موجب ہو گیا۔"

(خطبہ فرمودہ ۱۶ اکتوبر ۱۹۰۹ء)

"میرا ایک دوست مجھے کہتا تھا کہ تم آگوں کو دباتے ہو۔ بجھاتے نہیں۔ میں نے کہا جلد باز میرا وزیر ہو سکتا ہے ہم نے آگوں کو دبا کر بھی بجھاتے دیکھا ہے۔ میری ماں دہکتے ہوئے کوئلے ایک گڑھے میں ڈال کر بند کر دیتی تھی۔ تھوڑی دیر میں سب بجھ جاتے تھے"۔

(خطبہ فرمودہ ۱۶ / اکتوبر ۱۹۰۹ء)

"کہتے ہیں امام حسن بصری اور حبیب عجمی ایک دفعہ سیر کو نکلے۔ راستہ میں دریا آگیا۔ حبیب نے کہا چلو۔ حسن نے جواب دیا ٹھہرو۔ وہ کشتی لے آئے اس پر حبیب نے کہا حسن! ابھی تک تم مشرک ہی ہو۔ یہ کہہ کر وہ تو چلتے ہوئے۔ اس زمانہ کی بیری تو نہیں مگر میں مانتا ہوں کہ وہ کنارے پہنچ گئے۔ ادھر حسن جب کشتی لے آئے تو پیسہ دے کر سوار ہوئے اور دیر کے بعد پہنچے تو حبیب بولے کہ "ترا کشتی آورد مارا خدا" (یعنی تو کشتی کے ذریعے آیا مجھے خدا لے آیا۔ ناقل) حسن نے فرمایا سنو! دونوں کو خدا ہی لایا۔ کشتی کو خدا تعالےٰ چاہتا تو غرق کر دیتا۔ تو نے صرف اپنا بچاؤ ڈھونڈا۔ مگر میرے ساتھ کئی آدمی بھی آئے۔ تیرا ایمان ناقص ہے۔ تو خدا کی صفت ستّاری کا عالم نہیں"۔

(خطبہ فرمودہ ۱۶ / اکتوبر ۱۹۰۹ء)

"دوسری بات جو انسانی ترقی کی سد راہ ہوتی ہے۔ وہ اس کا نفاق ہے کہ جب کوئی دکھ ہوتا ہے تو خدا سے لمبے چوڑے وعدے کرتا ہے کہ اگر یہ دکھ مجھ سے دور ہو جاوے تو میں فلاں فلاں کام کروں گا۔ تیری عبادت کروں گا۔ صدقہ دوں گا۔ دین کی خدمت کروں گا وغیرہ وغیرہ۔ اور ایسے مواقع لوگوں کو بے روزگاری۔ تنگیٔ معاش۔ کمیٔ تنخواہ اپنی اور بال بچوں کی بیماری وغیرہ میں پیش آتے ہیں۔ لیکن جب مشکل کا پہاڑ ٹل جاتا ہے تو سب بھول جاتے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ کہ منافق ہو کر مرتے ہیں"۔

(خطبہ فرمودہ ۹ دسمبر ۱۹۰۴ء)

"اِبیٰ، استکبار، بدعہدی یعنی نفاق۔ یہ تین باتیں ہوئیں۔ چوتھی جھوٹ کی عادت ہے۔ جو کہ انسان کو فیضِ الٰہی سے محروم رکھتی ہے۔ پس چاہیئے کہ ہمیشہ اپنا اندرونہ ٹٹولتے رہو کہ ان عیبوں میں سے کوئی ہمارے اندر تو نہیں ہے۔ ایک طرف محرومی کے اسباب پر غور کرے دوسری طرف توبہ و استغفار سے کام لے۔ ورنہ یاد رکھو کہ بڑے خطرہ کا مقام ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کے ہمراہ ایک قوم نکلی تھی اور موسیٰ نے ان کو الٰہی ارادوں سے اطلاع بھی دے دی تھی کہ وہ تم پر انعام کرنا چاہتا ہے اور جتلا دیا تھا کہ اگر تم حکم نہ مانو گے تو خائب و خاسر ہو گے۔ مگر قوم نے عذر تراشے نتیجہ یہ ہوا کہ چالیس سال جنگل میں بھٹکتے رہے اور ترقی کی رفتار روک دی گئی۔ اس سے ظاہر ہے کہ بعض وقت لوگوں کے اعمال ایک مامور کو بھی مشکل میں ڈالتے ہیں۔ اس لئے تم لوگوں کو فکر چاہیئے ـــــ اگر تم میں وہی بلائیں اور ظلمتیں موجود ہیں جو موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ والوں میں تھیں تو تم ـــــ خود فیض سے محروم رہتے ہو......

Digitized by Khilafat Library Rabwah

انسانی ترقی کا بڑا ذریعہ انسان کے ذاتی اخلاق ہوتے ہیں جس سے وہ واحد شخص خود اپنے نفس میں سکھ پاتا ہے اور امن اور آرام کی زندگی بسر کرتا ہے۔ مثلاً وہ اگر کسی کی نعمت دیکھ کر حسد نہیں کرتا تو اس سوزش اور جلن سے محفوظ رہتا ہے جو کہ حاسد کے دل کو ہوتی ہے۔ اگر کوئی دوسرے کو دیتا ہے تو یہ طمع نہیں کرتا تو اس عذاب سے بچا رہتا ہے جو کہ طمع کرنے سے ہوتا ہے۔ ایسے ہی جو لوگ اخلاقِ فاضلہ حاصل کرتے ہیں وہ جزع فزع، شہوت اور غضب کے تمام دکھوں اور آفتوں سے محفوظ رہتے ہیں۔ اور اس سے ظاہر ہے کہ ذاتی سکھ کے ذرائع اخلاقِ فاضلہ ہیں یہ بھی ایک فضل کی قسم ہے جو کہ انسان کو حاصل ہوتا لیکن اس سے وہ نتائج مرتب نہیں ہوتے جو اکٹھا ہوتے سے ہوتے ہیں۔ یاد رکھو کہ الٰہی فضل کی بہت قسمیں ہیں اکیلے پر وہ فضل نہیں ہوتا ہے جو کہ دو کے ملنے پر ہوتا ہے۔ اس کی ایک مثال دنیا میں موجود ہے کہ اگر مرد اور عورت الگ الگ ہوں اور وہ اس فضل کو حاصل کرنا چاہیں جو کہ اولاد کے رنگ میں ہوتا ہے تو وہ حاصل نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ دونوں نہ ملیں اور ان تمام آداب کو بجا نہ لاویں جو کہ حصولِ اولاد کے لئے ضروری ہیں۔ اسی طرح ایک بھاری جماعت پر جو فضل الٰہی ہوتا ہے وہ چند آدمیوں کی جماعت پر نہیں ہو سکتا۔ ایک گھر کی آسودگی اور آرام کا فضل اگر کوئی حاصل کرنا چاہے تو جب ہی ہوگا کہ اسے مامائیں، خدمتگار اور سونے، کھانے۔ پینے۔ نہانے وغیرہ کے الگ الگ کمرہ اور ہر ایک کا الگ الگ اسباب ہونے کی مقدرت ہو۔ ایسے ہی اگر ترقی کرتے جاؤ تو بادشاہت اور سلطنت کے فضل کا اندازہ کر سکتے ہو۔ اس سے نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ جب تک تم لوگوں میں باوجود اختلاف کے ایک عام وحدت نہ ہوگی اور ہر ایک تم میں سے دوسرے کو فائدہ پہنچانے کی کوشش میں نہ لگا رہے گا تو تم خدا کے اس فضلِ عظیم کو حاصل نہ کر سکو گے جو ایک بھاری مجمع پر ہوتا ہے ——— اس وحدت کے پیدا ہونے کے لئے چاہیئے کہ آپس میں صبر اور تحمل اور برداشت ہو۔ اگر یہ نہ ہوگا اور ذرا ذرا سی بات پر روٹھو گے تو اس کا نتیجہ آپس کی پھوٹ ہوگا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اطاعت اسی حال میں کر سکو گے جب کہ تم میں تنازع نہ ہو۔ اگر تنازعات ہوں گے تو یاد رکھو کہ قوت کی بجائے تم میں بزدلی پیدا ہوگی اور جو تمہاری ہوا بندھی ہوئی ہوگی وہ نکل جاوے گی۔ یہ بات تم کو صبر اور تحمل سے حاصل ہو سکتی ہے ان کو اپنے اندر پیدا کرو۔ تب خدا کی معیت تمہارے شاملِ حال ہو کر وحدت کی روح پھونکے گی۔ پس اگر تم کوئی طاقت اپنے اندر پیدا کرنا چاہتے ہو اور مخلوق کو اپنے ماتحت رکھنا چاہتے ہو تو صبر اور تحمل سے کام لو اور تنازع مت کرو اگر چشم پوشی سے باہم کام لیا جاوے تو بہت کم نوبت فساد کی آتی ہے!!

(خطبہ فرمودہ ۹ دسمبر ۱۹۰۴ء)

وہی افرادِ قومی حصہ بن سکتے ہیں جن کے اندر قومی کردار ہو

حضرت فضل عمر (اللہ آپ سے راضی ہو) کے ارشادات

"تیسری چیز ایثار ہے۔ پہلی دو چیزیں ایسی تھیں جو ذاتی خوبیاں تھیں۔ لیکن جب قومی طور پر کام کرنا پڑتا ہے اس وقت اگر وہ ایسا نہ بنے۔ کہ اردگرد لوگوں کے ساتھ مل کر کام کر سکے تو اس کے لئے دوسروں کے ساتھ مل کر کام کرنا ناممکن ہو جاتا ہے اور وہ قوم کے لئے مفید وجود نہیں بن سکتا۔ اگر گاڑی کے دو گھوڑے اکٹھا زور نہ لگائیں۔ بلکہ ان میں سے ایک ایک طرف زور لگائے اور دوسرا دوسری طرف تو گاڑی چل نہیں سکتی۔ بلکہ گاڑی ٹوٹ جائے گی۔ گاڑی کو چلانے کے لئے ضروری ہے کہ دونوں جانور ایک ساتھ زور لگائیں اور پھر ایک ہی سمت کو چلیں۔ اسی طرح وہی افراد قومی حصہ بن سکتے ہیں جن کے اندر قومی کیریکٹر پایا جائے۔ اور بہترین قومی کیریکٹر ایثار ہے ایثار کے معنے ہیں دوسروں کو اپنے اوپر مقدم کرنا۔ جب کسی قوم کے افراد دوسروں کو اپنے اوپر مقدم کرنے لگ جاتے ہیں۔ تو وہ قوم کے لئے مفید وجود بن جاتے ہیں۔ اور جب کوئی فرد صرف اپنے حق کے حصول میں لگا رہے۔ اور دوسرے کے لئے اپنے حق کو چھوڑنے کے لئے تیار نہ ہو۔ تو وہ قوم کے لئے مفید وجود نہیں بن سکتا۔"

(حضرت فضل عمر) نے خطاب کے آخر میں یورپ امریکہ اور دنیا کے دوسرے علاقوں میں (بیوت الذکر) کی تعمیر اور اس کی اہمیت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ ابھی تو ہم نے یورپ میں صرف تین (بیوت الذکر) ہی بنائی ہیں لیکن یورپ میں (دین حق) کو غالب کر دکھانے کے لئے یہ تین بیوت الذکر کافی نہیں ہو سکتیں کہ ہم ان کی تعمیر کے بعد مطمئن ہو کر بیٹھ جائیں۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ جلد سے جلد یورپ کے بعض بڑے بڑے شہروں میں کچھ نہیں۔ دس (بیوت الذکر) تو اور بن جائیں اس کا یہ مطلب نہیں کہ دس (بیوت الذکر) اور تعمیر کرنے کے بعد ہمارا کام پورا ہو جائے گا دس کے بعد ہمیں انہیں پچاس کرنا ہوگا اور پچاس کے بعد پانچ ہزار۔ اور اس طرح ان کی تعداد بڑھتی جائے گی۔ حضور نے پر جوش لہجے میں حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:۔

"تم ایسے آدمی کے ساتھ چل رہے ہو جسے خدا نے ساری دنیا میں (بیوت الذکر) بنانے کے لئے مقرر کیا ہے"

حضور نے فرمایا پہلے سلطنت برطانیہ کے متعلق کہا جاتا تھا کہ اس پر سورج غروب نہیں ہوتا۔ اب جماعت احمدیہ بھی خدا کے فضل سے مشرق و مغرب کے دور دراز علاقوں میں پھیل رہی ہے اور اب اس کے متعلق بھی ہم کہہ سکتے ہیں کہ جماعت احمدیہ پر سورج غروب نہیں ہوتا۔ لیکن ہم یہی نہیں چاہتے کہ جماعت احمدیہ پر سورج غروب نہ ہو۔ بلکہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ دنیا کے ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک (بیوت الذکر) قائم ہوتی چلی جائیں۔ اور ان سے ...... صدائیں بلند ہونے لگیں اور دنیا کے جس حصہ پر بھی سورج طلوع ہو وہ یہی دیکھے کہ خدائے واحد کا نام بلند ہو رہا ہے۔ حضور نے فرمایا میں چاہتا ہوں کہ دنیا کے چپہ چپہ پر (بیوت الذکر) بن جائے اور دنیا جس میں عرصہ دراز سے تثلیث کی پکار بلند ہو رہی ہے۔ خدائے واحد کے نام سے گونجنے لگے"

ہمیں اس وقت ہر قسم کے واقفین کی ضرورت ہے ہمیں گریجوئیٹوں کی بھی ضرورت ہے اور کم تعلیم والوں کی بھی ضرورت ہے تاکہ ہم ہر طبقہ تک (دین حق) کی آواز پہنچا سکیں۔ اگر تم اپنی ذمہ داریوں کو اچھی طرح سمجھ لوگے تو یقیناً اس کشتی کو سلامتی کے ساتھ نکال کر لے جاؤ گے اور اللہ تعالےٰ تمہیں ابدی حیات عطا فرمائے گا۔ تمہارے بعد بڑے بڑے فلاسفر پیدا ہوں گے۔ بڑے بڑے علماء پیدا ہوں گے۔ بڑے بڑے صوفیاء پیدا ہونگے بڑے بڑے بادشاہ آئیں گے۔ مگر یاد رکھو خدا تعالےٰ نے جو شرف ہمیں عطا فرمایا ہے بعد میں آنے والوں کو وہ میسّر نہیں آ سکتا جیسے عالم اسلام میں بڑے بڑے بادشاہ گذرے ہیں۔ مگر جو مرتبہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ایک چھوٹے سے چھوٹے صحابیؓ کو بھی ملا وہ ان بادشاہوں کو نصیب نہیں ہوا۔ ان بادشاہوں اور نوجوانوں کو بے شک دنیوی دولت ملی۔ مگر اصل چیز تو صحابہؓ ہی کے حصہ میں آئی۔ باقی لوگوں کو تو صرف چھلکا ہی ملا۔ یہ تقسیم بالکل ویسی ہی تھی جیسے غزوۂ حنین کے بعد جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے مکہ والوں میں غنیمت تقسیم کئے تو ایک انصاری نوجوان نے بیوقوفی سے یہ فقرہ کہہ دیا کہ خون تو ہماری تلواروں سے ٹپک رہا ہے اور مال مکہ والوں کو دے دیا گیا ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع پہنچی تو آپؐ نے تمام انصار کو جمع کیا اور فرمایا اے انصار مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم میں سے ایک نوجوان نے یہ کہا ہے کہ خون تو ہماری تلواروں سے ٹپک رہا ہے اور مال غنیمت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مکہ والوں کو دے دیا ہے۔ انصار نہایت مخلص اور فدائی انسان تھے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی یہ بات سن کر ان کی چیخیں نکل گئیں اور انہوں نے کہا۔ یا رسول اللہ ہم ایسا نہیں کہتے ہم میں سے ایک بیوقوف نوجوان نے غلطی سے یہ بات کہہ دی ہے۔ رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے انصار اگر تم چاہتے تو تم یہ بھی کہہ سکتے تھے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالےٰ نے محض اپنے فضل سے فتح و کامرانی بخشی اور اسے عزت کے ساتھ اپنے وطن میں واپس لایا۔ مگر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جب جنگ ختم ہو گئی اور مکہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے قبضہ میں آ گیا تو مکہ والے تو بکریوں اور بھیڑوں کے گلّے ہانک کر اپنے گھروں میں لے گئے اور انصار خدا کے رسولؐ کو اپنے گھر میں لے آئے۔

اسی طرح بے شک صحابہؓ کے بعد آنے والوں کو بڑی بڑی دولتیں ملیں۔ حکومتوں پر انہیں قبضہ ملا۔ مگر جو روحانی دولت صحابہؓ کے حصّہ میں آئی وہ بعد میں آنے والوں کو نہیں ملی۔ پس خدمت دین کے اس اہم موقعہ کو جو تمہیں صدیوں کے بعد نصیب ہوا ہے ضائع مت کرو اور اپنے گھروں کو خدا تعالےٰ کی برکتوں سے بھر لو۔ میں نے اپنی (امامت) کے ابتدائی ایام میں جب کام شروع کیا تھا تو میرے ساتھ صرف چند ہی نوجوان رہ گئے تھے اور وہ لوگ جو اپنے آپ کو قابل اور ہوشیار سمجھتے تھے۔ سب لاہور چلے گئے تھے اور ہمارے متعلق خیال کرتے تھے۔ کہ یہ کم علم اور ناتجربہ کار لوگ ہیں۔ مگر اللہ تعالےٰ کی قدرت دیکھو کہ وہی لوگ جن کو وہ ناتجربہ کار سمجھتے تھے اللہ تعالےٰ نے انہیں سے ایسا کام لیا کہ دیکھنے والے حیران رہ گئے۔

اس وقت میری عمر ۲۶ سال تھی میاں بشیر احمد صاحب کی عمر اکیس ساڑھے اکیس سال کی تھی۔ اسی طرح ہمارے سارے آدمی بیس اور تیس سال کے درمیان تھے۔ مگر ہم سب نے کوشش کی اور محنت سے کام کیا تو خدا تعالےٰ کے فضل سے ہم نے جماعت کے کام کو سنبھال لیا۔ اسی طرح اب بھی نوجوانوں کو چاہیئے کہ وہ سلسلہ کی خدمت کا تہیّہ کر لیں اور دنیوی تعلیم کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم بھی حاصل کریں۔ اگر کسی نے صرف بی۔ اے یا ایم۔ اے کر لیا اور دینی تعلیم سے کورا رہا تو ہمیں اس کی دنیوی تعلیم کا کیا فائدہ ہو سکتا ہے۔ غیر مبائعین کے الگ ہونے کے بعد میرے ساتھ جتنے نوجوان رہ گئے تھے وہ کالجوں میں بھی پڑھتے تھے مگر وقت نکال کر دینی تعلیم بھی حاصل کرتے تھے۔ چنانچہ چوہدری فتح محمد صاحب سیال اور صوفی غلام محمد صاحب اپنے پرائیویٹ اوقات میں دینی تعلیم بھی حاصل کرتے تھے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انہوں نے ایم۔ اے اور بی۔ اے بھی کر لیا اور دینی تعلیم بھی مکمل کر لی۔ میں سمجھتا ہوں اگر اب بھی ہم پوری طرح اس طرف توجہ دیں تو چند سال کے بعد ہی ہمیں ایسے مخلص نوجوان ملنے شروع ہو جائیں گے جو انجمن اور تحریک کے کاموں کو سنبھال سکیں گے۔ پس سلسلہ کی ضروریات اور اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنے کی کوشش کرو۔

امریکن تاریخ میں ایک نہایت ہی لطیف واقعہ بیان ہوا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کامیاب لیڈر کس طرح اپنے نمونہ سے اپنے ساتھیوں کے دلوں کو فتح کیا کرتے تھے۔

یونائیٹڈ سٹیٹس امریکہ پہلے انگریزوں کے ماتحت ہوا کرتا تھا ایک عرصہ کی غلامی کے بعد اُن میں آزادی کی تحریک پیدا ہوئی مگر اس وقت ان کی حالت یہ تھی کہ اُن کے پاس مقابلہ کے لئے فوجیں نہیں تھیں۔ اور نہ ہی کافی مقدار میں سامان جنگ موجود تھا اور انگریزوں کے پاس فوجیں بھی تھیں اور ہر قسم کا سامان جنگ بھی تھا۔ بہرحال جب تحریک آزادی شروع ہوئی تو زمینداروں اور مزدوروں وغیرہ نے اپنے آپکو والنٹیرز کے طور پر پیش کرنا شروع کر دیا اور سارے ملک میں انگریزوں کے خلاف ایک آگ لگ گئی۔ جب یہ تحریک زیادہ مضبوط ہو گئی تو انہوں نے اپنے میں سے ایک افسر مقرر کیا جس کا نام واشنگٹن تھا اسی کے نام پر بعد میں امریکہ میں واشنگٹن شہر بنایا گیا ہے۔ یہ ایک سیدھا سادھا آدمی تھا۔ جنگی فنون میں کچھ زیادہ مہارت نہیں رکھتا تھا مگر اخلاص اور درد قومی اس کے اندر موجود تھا۔ وہ سارے ملک میں چکر لگاتا۔ تقریریں کرتا اور لوگوں کو اُبھارتا کہ آزادی بڑی نعمت ہے اس کیلئے جدوجہد کرو۔ ایک دفعہ وہ اپنے ملک کا چکر لگا رہا تھا کہ اس نے ایک جگہ پر دیکھا کہ کوئی قلعہ بن رہا ہے اور کارپورل نگرانی کے لئے پاس کھڑا ہے۔ کام کرنے والے صرف چار پانچ سپاہی تھے اتفاقاً ایک دو شہتیر ایسے آ گئے کہ ان کا اوپر چڑھانا مشکل ہو گیا۔ وہ زور لگا لگا کر اوپر کھینچتے مگر وہ پھر نیچے گر جاتے اور وہ کارپورل پاس کھڑا انہیں کہتا جاتا کہ شاباش خوب زور لگاؤ۔ شاباش ہمت نہ ہارو مگر آگے بڑھ کر ان کی مدد نہیں کرتا تھا۔ اسی دوران میں واشنگٹن وہاں سے گذرا۔ وہ اس وقت ایک سفید گھوڑے پر سوار تھا۔ اس نے جب یہ نظارہ دیکھا تو اپنا گھوڑا روک لیا اور پوچھا کہ یہ کیا ہو رہا ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ انگریزی فوج آ رہی ہے اس کے مقابلہ کے لئے ہم یہ قلعہ بنا رہے ہیں۔ تاکہ سپاہی اس میں ٹھہر سکیں۔ اُس نے کہا کہ پھر اس قلعہ کے بننے میں دقت کیا ہے؟ انہوں نے کہا دقت یہ ہے کہ شہتیر بہت بھاری ہیں اور ہم سے اوپر چڑھائے نہیں جاتے۔ اس نے کارپورل سے پوچھا کہ تم ان کی کیوں مدد نہیں کرتے؟ اُس نے کہا کہ میں تو افسر ہوں میرا فرض یہ ہے کہ میں ان سے کام لوں اور ان کی نگرانی کروں واشنگٹن نے یہ بات سُنی تو فوراً اپنے گھوڑے پر سے اُترا۔ اور سپاہیوں کے ساتھ مل کر اس نے کام کرنا شروع کر دیا یہاں تک کہ شہتیر اوپر چڑھ گئے۔ جب کام ہو چکا اور وہ گھوڑے پر سوار ہو کر واپس جانے لگا تو کارپورل نے اسے کہا کہ میں آپ کا اپنی طرف سے اور اپنی قوم کی طرف سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے اس مشکل کام میں ہماری مدد کی۔ واشنگٹن نے جواب میں کہا آپ کی مہربانی۔ میں صرف اسقدر کہنا چاہتا ہوں کہ جب کبھی آپ کسی ایسی مصیبت میں پھنس جائیں کہ آپ کو دوسرے کی مدد کی ضرورت ہو۔ تو اپنے کمانڈر انچیف واشنگٹن کو بلا لیا کرنا۔

یہ قائد کی مثال ہے کہ وہ اپنے آپ کو ہر کام کے لئے پیش کر دیتا ہے اور قربانی کے وقت وہ دوسروں سے پیچھے نہیں بلکہ انکے آگے آگے ہوتا ہے اور اپنے نمونہ سے ان کے اندر کام کی تحریص پیدا کرتا ہے۔ اگر کسی اعلیٰ درجہ کے قائد کے ہوتے ہوئے بھی لوگ اس کے نمونہ سے فائدہ نہ اٹھائیں تو یہ ان کی بڑی بدقسمتی ہوتی ہے۔

ہم نے خدام کے افسروں کا نام بھی قائد اسی لئے رکھا ہے کہ وہ اپنے نمونہ سے لوگوں کے دل فتح کریں۔"

موجۂ ابرِ رواں ہیں ہم لوگ
جانے کیوں سب پہ گراں ہیں ہم لوگ

ہُو بہو مہر و وفا کی تصویر
ہمہ تن آہ و فغاں ہیں ہم لوگ

نرم و نازک کبھی شبنم کی طرح
اور کبھی شعلہ بجاں ہیں ہم لوگ

یہ نہیں اہل خرد کو معلوم
واقفِ سرِّ نہاں ہیں ہم لوگ

لُطفِ آوارگیٔ شوق نہ پُوچھ
ذرّۂ ریگِ رَواں ہیں ہم لوگ

رونقِ دار ہے قائم ہم سے
نازِ آشفتہ سراں ہیں ہم لوگ

ڈاکٹر محمود الحسن (امین آبادی)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روحانی ورزش کا مطلب یہ ہے کہ انسان ثباتِ قدم سے عمل کرتا رہے

ارشادات حضرت امام جماعت احمدیہ (الثالث) اللہ آپ پر رحم فرماتا رہے

رمضان آج ختم ہو رہا ہے۔ لیکن رمضان کی ذمہ داریاں اور رمضان کی برکات ختم نہیں ہوتیں ماہ رمضان کے خاتمہ پر بلکہ سارا سال چلتی ہیں۔ یہ ایک قسم کا ریفریشر کورس ہے۔ یعنی عادت ڈالی جاتی ہے بہت سی عبادات کی۔ اور امید رکھی جاتی ہے کہ ایک (صاحب ایمان) بندہ سارے سال ان اسباق کو جو رمضان میں دیئے جاتے ہیں بھولے گا نہیں۔ انہیں یاد رکھے گا اور ان پر عمل کرے گا

یہ ماہ جو ہے اس میں ایک ہمہ گیر اور ہمہ پہلو مجاہدہ کا نظارہ ہے۔ اس غرض سے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا انسان کو حاصل ہو جائے۔ روزے ہیں۔ نوافل ہیں۔ کثرت سے تلاوت قرآن کریم ہے دعائیں کثرت سے مانگی جاتی ہیں اور کثرت سے دعائیں کرنے کا ماحول پیدا کیا جاتا ہے۔ صدقہ و خیرات ہے۔ خدمت کے جذبہ کو ابھارا جاتا اور قربانی اور ایثار پیدا کیا جاتا ہے اور اپنے نفس کی اور اپنے ماحول کی تربیت پر زور دیا جاتا ہے۔ مرکزی نقطہ ان تمام عبادات کا یہ ہے کہ اللہ راضی ہو جائے اللہ مل جائے، پھر کسی اور چیز کی ضرورت نہیں رہتی نہ کسی اور ہستی کی ضرورت باقی رہتی ہے۔ اس کے لئے ثباتِ قدم چاہیئے

سورۃ الرعد کی آیت ۲۳ میں اور باتوں کے علاوہ یہ بھی تاکید ہے کہ .... اور جنہوں نے اپنے ربّ کی رضا کی طلب میں ثابت قدمی سے کام لیا انہی کے لئے اس گھر کا بہترین انجام مقدر ہے۔

تو جو اسباق دیئے گئے۔ جو اخلاقی اور روحانی ورزشیں کروائی گئیں ماہ رمضان میں اس کے متعلق خدا تعالیٰ کا منشاء یہ ہے کہ انسان ثباتِ قدم سے عمل کرتا رہے ان پر۔ حالات کے مطابق شکل بدل جائے گی لیکن دل نہیں بدلے گا نہ نیتیں بدلیں گی۔

اس بنیادی سبق کو مدنظر رکھتے ہوئے اس وقت میں دو باتیں خدام کو دو انصار کو اور دو باتیں جماعت کو کہنا چاہتا ہوں۔

خدام کو میں یہ دو باتیں کہنا چاہتا ہوں اوّل کہ عاجزانہ دعائیں سارا سال ہی کرتے رہو۔ خدا کے حضور گریہ و زاری کے ساتھ جیسے رمضان میں تم یا تم میں سے اکثر جھکتے رہے۔ اللہ کے دامن کو سارا سال ہی تھامے رہنا چھوڑنا مت۔ ہر خیر اس سے مانگو اور خدا کرے کہ ہر خیر اس سے پاؤ

اور دوسرے یہ کہ تم خادم ہو اس امت کے جس کے متعلق کہا گیا (کہ وہ) نوع انسان کی بھلائی کے لئے پیدا کی گئی ہے اس امت کا وہ حصہ ہو جس کے ذمہ عملاً خدمت کی ذمہ داری ہے۔ تمہارا کام ہے خدمت اور یہ بہت سے پہلو اپنے اندر رکھتا ہے۔ کسی پہلو کو نظر انداز نہ کرو تمہاری خدمت کی بنیاد اس بات پر ہے کہ کسی کو بھی دکھ میں دیکھ کر دکھ میں رہنے نہیں دو گے۔ جس کسی کو دکھ میں پاؤ گے اس کے دکھ کو دور کرنے کی کوشش کرو گے۔ اس کی کئی شکلیں ہیں مثلاً ایک گھرانہ ایسا ہے جس کے حالات اس قسم کے ہو گئے عارضی طور پر یا ایک لمبا عرصہ کے لئے عارضی طور پر اس طرح کہ مثلاً بعض دنوں میں بعض بیماریاں وبائی شکل میں آتی ہیں۔ ملیریا ہی آ جاتا ہے۔ سارا گھر ملیریا میں پڑا ہوا ہے۔ دوا لانے والا کوئی نہیں۔ ان کا سودا سلف لانے والا کوئی نہیں۔ دوسری خدمت ان کا کرنے والا کوئی نہیں۔ تو تم ان کی دوا لاؤ ان کا سودا سلف لاؤ۔ گھر کے اندر کے کام ہیں۔ اپنی بہنوں کو ساتھ لے جاؤ جو وہاں ان کے کام کریں۔ ان کی اس تکلیف میں جب بیماری انہیں مجبور کرتی ہے دکھ اٹھانے پر، ان کے دکھ کو ان کی مدد کر کے دور کرو۔ تمہاری خدمت کی ایک شکل تمہارے پروگرام میں یہ بنی کہ اپنی گلیوں اور سڑکوں کو صاف رکھو اور جو دکھ انسان کو سڑکوں کی گندگی کے نتیجہ میں یا اس لئے کہ ان کو MAINTAIN نہیں رکھا گیا، پہنچ سکتا ہے، اس دکھ سے تم انہیں بچاؤ۔ وقار عمل کرتے ہو تم۔ آم کے موسم میں لوگ غلطی سے چھلکے اور گٹھلیاں باہر پھینک دیتے ہیں۔ بعض دفعہ گٹھلیاں دکانوں کے سامنے پڑی ہوتی ہیں اس کا خیال رکھو کیونکہ ایک شخص بھی اگر کسی آم کی گٹھلی یا چھلکے پر پھسلتا ہے تو خدام الاحمدیہ اس مقام کی اس شہر کی اور یہاں ربوہ کی ذمہ دار ہے کہ وہ دکھ سے بچا سکتی تھی اپنے بھائی کو اور انہوں نے اس کی طرف توجہ نہیں کی۔ پھر گرمی کی پریشانی ہے۔ رمضان سے پہلے سارا دن خدام کام کرتے رہے ہیں بعض مقامات پر اڈے وغیرہ پر۔ پیاس کی شدت گرمی کی وجہ سے تکلیف کا احساس پیدا کرتی ہے۔ اس دکھ کو ٹھنڈے پانی سے دور کیا جاتا ہے ان کو وہ پلاؤ۔ قطع نظر اس کے کہ جس کی تم خدمت کر رہے ہو اور جس کا دکھ تم دور کر رہے ہو۔ وہ کس عقیدہ، کس مذہب، کس قوم اور کس رنگت کا ہے اپنے خدمت کے پروگرام کو اس کی ساری وسعتوں کے ساتھ پوری طرح چوکس اور بیدار رہ کر ادا کرو۔

انصار کو میں جو دو باتیں کہنا چاہتا ہوں وہ یہ ہیں کہ عاجزانہ دعاؤں سے اپنے رب کو راضی کرو اور تمہارا اصل کام تربیت کا ہے اس کی طرف پوری توجہ دو تا کہ آنے والی نسلیں آنے والی ذمہ داریوں کو سمجھنے اور نباہنے والی ہوں۔

یہ تربیت گھر سے شروع ہوتی ہے۔ اپنے بچوں اور لواحقین DEP-ENDENT سے اور پھر ماحول کی وسعتوں میں پھیل جاتی ہے۔ گھر سے گاؤں۔ گاؤں سے علاقہ۔ علاقہ سے ملک۔ ملک سے نکل کے سب بنی نوع انسان کو اپنے احاطہ میں لے لیتی ہے آپ پر پہلی ذمہ داری ہے دعائیں کرنا وہ دعائیں ہر ایک کے کام کے لحاظ سے اور ہر ایک کے ماحول کے لحاظ سے اور عمر کے لحاظ سے مختلف ہو جاتی ہیں ایک خادم کی دعا کا بڑا حصہ یہ ہے۔ کہ (ترجمہ) اے خدا مجھے علم میں بڑھا ابھی وہ سیکھ رہا ہے۔ علم دین بھی سیکھ رہا ہے۔ علم اخلاقیات بھی سیکھ رہا ہے علم روحانیت بھی سیکھ رہا ہے وہ خدا سے کہے کہ اے خدا! تو نے مجھ پر خدمت کی ذمہ داری ڈالی لیکن اس کے لئے جن علوم کی مجھے ضرورت ہے کہ مجھے اخلاق کے سارے پہلو معلوم ہوں، روحانیت میرے اندر پیدا ہو مجھے یہ معلوم ہو کہ میں اپنے جسموں اور دوسروں کے جسموں کی صحیح نشو ونما اور تربیت کیسے کر سکتا ہوں۔ کس رنگ میں ان کی خدمت بجا لا سکتا ہوں۔ یہ دعائیں ہیں خدام کی۔ جو بڑے ہیں ان کی یہ دعا ہے کہ اے خدا ہماری ذریت کو اور ہمارے ساتھ تعلق رکھنے والوں کو اپنا نمائندہ بنا۔ ان کے دلوں میں اپنا پیار پیدا کر۔ ہمارے لئے قرۃ العین ہوں وہ ہماری بدنامی کا باعث نہ بنیں لوگ یہ نہ کہیں کہ خود تو انہوں نے دینی میدان میں ظاہری رنگ میں (باقی دلوں کا حال تو اللہ بہتر جانتا ہے) بہت بلند مقام حاصل کئے لیکن ان کے بچے خراب ہو گئے۔ آنے والی نسلیں آباء کے مقام سے گر گئیں۔ یہ دعائیں ہیں ان کی۔ اور تربیت کی ذمہ داری دعاؤں کے پہلو بہ پہلو آگے بڑھتی ہے جس طرح خدام کے لئے خدمت کی ذمہ داری دعاؤں کے ساتھ "دعا اور خدمت" پہلو بہ پہلو آگے بڑھتے ہیں۔ انصار کے لئے تربیت کی ذمہ داری دعاؤں کے ساتھ۔ "دعا اور تربیت" پہلو بہ پہلو آگے بڑھتے ہیں۔

اور جماعت کو جو دو باتیں میں کہنا چاہتا ہوں وہ یہ ہیں۔

ایک تو یہ کہ عاجزانہ دعاؤں کے ساتھ اپنے ربّ کریم کی رضا اور اس کی نعماء کو حاصل کرنے کی کوشش کرو۔ دعاؤں کے ساتھ اس ذمہ داری کو نباہنے کے قابل بننے کی کوشش کرو۔ کہ ساری دنیا میں (دین حق) کو پھیلانے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن اور نور کو متعارف کروانے کی ذمہ داری تم پر ہے اور دعاؤں کے ساتھ خدا سے یہ نعمت حاصل کرو کہ تم واقع میں محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہو سکتے ہو خدا کی نگاہ میں، یعنی اس طور سے نقش قدم پر چلنے والے ہو نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے کہ آپ کا صحیح معنی میں اور حقیقی رنگ میں دوسروں کے لئے اسوہ بن جاؤ اور تمہاری زندگیوں کو دیکھ کر اور تمہارے اعمال کو دیکھ کر تمہارے اسوہ کے حسن کے گرویدہ ہو کر وہ جو ابھی تک محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ٹھنڈے سایہ کے نیچے نہیں آئے وہ اس طرف کھچے آئیں۔ جذب ہو تمہارے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اندر۔ اپنے لئے نہیں چونکہ تمہارا مقام تو نیستی کا مقام ہے ہر دو پہلو سے (ا) اس لئے بھی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں تمہارا مقام نیستی کا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے مقابل تمہارا مقام "نیستی" ہے۔ عظیم ہستی جس کے سامنے محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے عاجزانہ راہوں کو اختیار کر کے اور فنا فی اللہ ہو کر نیستی کا مقام حاصل کیا، جس مقام پر دنیا فخر کرتی آئی ہے اور فخر کرتی چلی جائے گی۔

تو کبر اور غرور نہیں بلکہ "خدمت" عاجزانہ دعاؤں کے ساتھ "تربیت" کی توفیق پانا خدام و انصار کا اور اتنی بڑی ذمہ داری! اتنی بڑی ذمہ داری ڈالی گئی ہے تم پر کہ رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں جب آدمی سوچتا ہے کہ ذمہ داری کتنی بڑی ہے۔ اور طاقت کس قدر تھوڑی۔ یہی سمجھ آتا ہے کہ خدا سے دعا مانگ کر جتنا زیادہ سے زیادہ انسان کر سکتا ہو کر دے۔ اور باقی (جیسا کہ خدا نے وعدہ کیا ہے کہ اگر تم اپنی سی کر لو گے تو کمی کو میں پورا کر دوں گا) انسان دعا کرے کہ اے خدا میری کوشش کو خواہ وہ حقیر ہی کیوں نہ ہو ایسا بنا دے کہ قبول ہونے کے لائق ہو تیرے حضور۔ اور جب خدا قبول کر لیتا ہے انسان کی کوشش کو تو خامیاں دور کر دیتا ہے اور نتائج پورے نکال دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ خدام کو اپنی ذمہ داریاں، انصار کو اپنی ذمہ داریاں اور جماعت کو اپنی ذمہ داریاں سمجھنے کی توفیق عطا کرے اور عمل کرنے کی توفیق عطا کرے اور اس کے نتیجہ میں اس نے جو نعماء کے وعدے اور بشارتیں دی ہیں۔ وہ ہماری نسلوں میں ہماری زندگیوں میں اور آنے والی نسلوں کی زندگیوں میں پوری ہوں"۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۴ اگست ۱۹۷۹ء)

حضور ایدہ اللہ ایک مخلص احمدی سے کیا توقعات رکھتے ہیں؟

حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات

حضور نے فرمایا:

۱:۔ "اگر تم یہ خیال کرتے ہو کہ حضرت اقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کو ماننے کی وجہ سے تم آسمان پر نجات یافتہ لکھے جاؤ گے تو یہ خیال غلط ہے میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جب تک زمین پر تم خدا کی عبادت کو قائم نہیں کرو گے آسمان پر تم نجات یافتہ نہیں لکھے جاؤ گے اس لئے زمین پر عبادتوں کو قائم کرو"۔

(خطبہ جمعہ ۱۷ جون ۱۹۸۶ء)

۲:۔ "جو آج نمازی ہیں جب تک ان کی آئندہ نسلیں نمازی نہ بن جائیں جماعت کے مستقبل کی کوئی ضمانت نہیں دی جا سکتی اس لئے میں ہر بالغ مرد اور عورت احمدی سے بڑی عجز کے ساتھ یہ استدعا کرتا ہوں کہ اپنے گھروں میں اپنی اولادوں کی نمازوں کی حالت کا صحیح کی نظر سے جائزہ لیں۔ اس معاملہ میں میرے دل میں درد اور غم کی ایسی آگ لگی ہوئی ہے کہ آپ اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے"۔

خطبہ جمعہ ۲۲ جولائی ۱۹۸۶ء

۳:۔ "قرآن کریم نے صلہ رحمی کو بنیاد بنایا معاشرہ کی اور اس بارے میں بہت زور دیا ہے۔ اس لئے جماعت احمدیہ کو صلہ رحمی پر بہت زور دینا چاہیئے"۔

خطبہ جمعہ ۱۴ فروری ۱۹۸۶ء

۴:۔ "احمدیوں کو میری یہ نصیحت ہے کہ اپنے سچ کی حفاظت کریں اس پہلو سے بہت سے رخنے ہیں اور وہ بلند معیار جس کی توقع ایک احمدی سے کی جاتی ہے وہ احمدیوں میں نہیں ہے اگرچہ دوسروں کے مقابل پر بہت بہتر ہیں۔ لیکن ایک احمدی کا معیار جھوٹوں کو سامنے رکھ کر نہیں پرکھا جائے گا بلکہ وہ سچوں کے سامنے بلکہ دنیا میں سب سے سچے انسان حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی کسوٹی پر رکھ کر پرکھا جائے گا۔ اسلئے سچائی کے معیار کو بلند کرنے کی بہت زیادہ کوشش کرنی چاہیئے کیونکہ جھوٹ ایک ایسا مرض ہے جو بڑھتا رہتا ہے اور پھر نہایت بھیانک صورت اختیار کر جاتا ہے اور انسان کا خدا سے رشتہ کٹ جاتا ہے"۔

خطبہ جمعہ ۱۸ مارچ ۱۹۸۸ء

۵:۔ "میں جماعت کو ابھی سے متنبہ کرنا چاہتا ہوں کہ جو بھی تبدیلی ہو اس کی وجہ سے اپنے کردار پر غلط اثر نہ پڑنے دیں۔ جو راہیں آپ نے متعین کر لی ہیں وہ سب سے اچھی راہیں ہیں ان سے بہتر کوئی راہ نہیں ہے بظاہر جن ذلتوں کو آپ پر وارد کیا گیا ہے وہ عزتوں کے مقام اور شرف کے مرتبے ہیں انہیں اپنی عزتیں سمجھیں اور انہیں میں شرف کو ڈھونڈیں اور ہرگز دنیاوی عزتوں کو کوئی اہمیت نہ دیں پھر سیاست کے ساتھ ضمنی تعلقات جو ایمانی تقاضوں کے نتیجے میں پیدا ہوتے ہیں ان کو سرانجام دینا تو دین کے خلاف نہیں ہے حب الوطن کی خاطر کچھ نہ کچھ حصہ رسدی ہر احمدی کو اپنے اپنے وطن میں دینا ہو گا اور جو وقت کی قربانیاں ہیں وہ بھی کرنی ہوں گی لیکن دین کو بہر حال فضیلت حاصل ہے۔ سیاسی تقاضوں کو ہرگز اپنے دین کی صورت بگاڑنے کی اجازت نہ دیں پس اے احمدیو تمہیں مبارک ہو کہ اس دور ابتلاء نے تم پر دعا کے دروازے کھول دئے وہ گھر جو دعاؤں سے نا آشنا ہو چکے تھے وہ گھر بھی دعاؤں کی آماجگاہ بن گئے وہ دل جو دعاؤں سے غافل تھے ان کی گہرائیوں سے بلکتی ہوئی درد میں ڈوبی ہوئی دعائیں اٹھتی ہیں وہ آنکھیں جو آنسوؤں سے نا آشنا تھیں وہ اس دور ابتلاء نے ان آنکھوں کو آنسو بخشے ہیں۔ پس وہ قوم جس پر خدا کی رحمتوں کے دروازے کھول دئیے گئے ہوں اگر وہ دنیا کی ادنیٰ فتوحات سے متاثر ہو کر ان کے سامنے جھکنے لگیں اور ان کے رعب کو قبول کرنے لگیں تو بڑے ہی بدقسمت لوگ ہوں گے اس لئے خدا کی رحمتوں کی قدر کریں خدا کے فضلوں کی قدر کریں اور ان کو اپنے سینوں سے لگائے رکھیں۔ اور یہ عہد کریں کہ اگر خدا ان حالات کو بدل بھی دے گا تو یہ دولتیں جو آج ہمیں نصیب ہوئی ہیں ان کو ہم اپنے سینے سے چمٹائے رکھیں گے .... کی طرح جنہوں نے .... اپنی گردنیں کٹوائیں اور جب بازو نہیں رہے تو دانتوں میں علموں کو تھام لیا اور گرنے نہیں دیا۔ جب تک ان کی گردنیں نہ کٹیں اور سر نہ لڑھک گئے۔ اسی طرح اے خدا ہم تیری ان رحمتوں اور فضلوں کی حفاظت کریں گے جو اپنی راہ میں پگھلنے والے دلوں کی صورت میں تو نے ہمیں عطا کئے وہ باب رحمت جو تو نے کھولے ہیں۔

اے خدا وہ دن ہم پر کبھی نہ لانا کہ ہم اپنے ہاتھوں سے ان بابوں کو بند کرنے والے ہوں ان دروازوں کو [illegible] نہ دے اور وسیع کر دے ہر نعمت سے ہر موسم میں بڑی رحمت اور فضل کی ہوائیں ہم پر چلنے لگیں اور تیری برکتوں کی بارشیں ہم پر نازل ہوں خدا کرے ایسا ہی ہو"۔

خطبہ جمعہ ۱۱ اپریل ۱۹۸۶ء

۶:۔ "اس زمانہ کے سیلابوں کی تباہ کاریوں سے بچانے کیلئے حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کشتی عطا کی گئی ہے اور کشتی نوح کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ ان سیلابوں کی تباہ کاریوں کا اس زمانہ کے تعلق میں جو ذکر ہے وہ درحقیقت گناہوں کے سیلاب اور معاصی کے طوفان ہیں ان کے نتیجے میں قومیں غرق ہو جاتی ہیں۔ اس پہلو سے جماعت احمدیہ کے اوپر بے انتہا ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اس کشتی کی حفاظت کریں جو کہ اخلاق اور ان کی نیکیوں سے تعمیر ہو رہی ہے اور جو ان کو بدیوں سے بچا رہی ہے جس طرح طوفان نوح نے ہر چیز کو غرق کر دیا مگر اس کشتی کو غرق نہ کر سکا اسی طرح بدیوں کا سیلاب خواہ کتنا بلند سے بلند تر ہوتا چلا جائے حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی کشتی میں بیٹھ کر اگر آپ اخلاق کی حفاظت کریں گے تو معاصی کا سیلاب آپ کو سربلندی اور عظمتیں عطا کرے گا کیونکہ جتنا معاصی کا سیلاب بلند ہو گا اتنی ہی آپ کی اخلاقی عظمت نمایاں ہو کر دور دور سے دنیا کو دکھائی جانے لگے گی .... اگلی صدی میں داخل ہونے سے قبل ہمیں اپنے آپ کو صاف ستھرا کرنا چاہیئے اگر ہم نے اپنے بچوں کی تربیت اچھی کر دی اور ان کو خدا کے دین کی کشتی میں سوار کیا اور صاف ستھرا اور سجا کر اگلی صدی میں بھیجا تو ان کا فیض اور برکتیں مدتوں تک جاری رہیں گی"۔

خطبہ جمعہ ۲۱ اکتوبر ۱۹۸۸ء

۷:۔ یہ دو نصیحتیں میں آپ کو کرنی چاہتا ہوں یعنی نظام جماعت کے لحاظ سے توازن پیدا کرنے کی کوشش کریں اور خدا تعالیٰ کے نظام سے سلیقہ سیکھیں اور عرش کو حاصل کرنے کی کوشش کریں جو ہر اچھے منتظم کے مقدر میں ہوا کرتا ہے وہ نظام مکمل کر دیتا ہے اور پھر عرش پر بیٹھ جاتا ہے لیکن آپ جس عرش پر بیٹھے ہیں وہ خدا کے عرش کے قدموں میں رہے گا اور جب تک دعا کے ذریعے اس کا خدا کے عرش سے تعلق قائم نہ ہو وہ عرش کامل نہیں ہو سکتا یعنی آپ کا عرش

باقی صفحہ ۱۰ کالم ۴ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ڈاکٹر فہمیدہ منیر

قاتل کی شناخت؟

"جو قتل ہو کے گرے ان کو دفن کر ڈالو
کہ قاتلوں نے سنا ہے دھلا لئے دامن"

میں ایف۔ایس سی کی طالبہ تھی تو میں نے پامسٹری بہت پڑھی۔ حتیٰ کہ اپنا ایک سال ضائع کر دیا۔ پامسٹری کی نذر کر دیا۔ اس زمانہ میں بہت لوگوں کے ہاتھ دیکھے۔ کبھی کوئی ایسا ہاتھ دیکھنے میں نہیں آیا جسے قاتل کا ہاتھ کہہ سکوں۔ یا نظر آیا بھی تو میرے پاس ثبوت نہ تھا کہ یہ قاتل ہے۔ جس کو اس کا ہاتھ دیکھ کر میں نے قاتل سمجھا۔ لیکن آج اتنے سال گزرنے کے بعد یعنی کم و بیش تیس سال کے بعد میں نے قاتل کا ہاتھ دیکھ لیا ہے۔ قاتل کی آنکھیں دیکھ لی ہیں۔ قاتل کی پیشانی دیکھ لی ہے۔ اس کا چہرہ دیکھ لیا ہے۔ اس کی آواز سن لی ہے۔ اس کے قدموں کے نشان دیکھ لئے ہیں۔ آپ دیکھیں گے۔؟؟ لیکن میں آپ کو قاتل کا نام نہیں بتا پاؤں گی۔

قاتل کے ہاتھ

قاتل کے ہاتھ پر کوئی نشانی نہیں ہوتی۔ اس کا ہاتھ ایک عام انسان کے ہاتھ جیسا ہی ہوتا ہے۔ بچپن میں اسی ہاتھ نے ماتھے تک جا کر اپنے ابو امی کو سلام کیا ہوتا ہے۔ اسی ہاتھ نے اپنی بیمار ماں کو پانی پلایا ہوتا ہے۔ اس ہاتھ نے سلیٹ صاف کی ہوتی ہے۔ اس ہاتھ نے ننھے منے کانچ کے ٹکڑوں کو جمع کر کے اپنی پونجی بنائی ہوتی ہے۔ گلی ڈنڈا گولیاں کھیلی ہوتی ہیں۔ درختوں سے مالٹے توڑ کر کھائے ہوتے ہیں۔ پھر بڑے ہو کر اس ہاتھ میں اچانک چھری پستول یا کلاشنکوف آجاتی ہے۔ گلا کٹ جاتا ہے۔ خون بہہ جاتا ہے۔ سہاگ لٹ جاتا ہے۔ بچے یتیم ہو جاتے ہیں۔ گھر اجڑ جاتا ہے۔ پستول چل جاتا ہے سینہ سانسوں کا مرہون منت نہیں رہتا۔ خون کا فوارہ ابل کر خاموش ہو جاتا ہے بہنوں کا ویر مر جاتا ہے۔ ماں کا جوان بیٹا لاش بن کر گر جاتا ہے۔ بچوں کی ماں مر جاتی ہے۔ مرنے کے بعد بھی اس کی آنکھیں ادھ کھلی ہوتی ہیں۔ اپنے بچوں کا عکس اپنی آنکھوں میں سمیٹتی نظر آتی ہیں۔ کلاشنکوف چلتی ہے جس طرح لاوا آگ اگل کر راکھ ہی راکھ آنکھوں میں بھر دیتا ہے۔ ویسی ہی راکھ آنکھوں میں بھر جاتی ہے۔ قاتل تو چھری کی تیز دھار ہے۔ جسے دھو کر پھر اندھا کر دیا جاتا ہے۔ بیچاری اندھی چھری —— قاتل تو پستول ہے جسے استعمال کرنے کے بعد یا پھینک دیا جاتا ہے۔ یا رومال سے صاف کر کے رکھ لیا جاتا ہے —— پستول کی زبان کاٹ لی جاتی ہے۔ بے زبان گونگی پستول —— کیسے بولے گی۔۔ کیسے قتل کا اعتراف کرے گی؟ قاتل تو کلاشنکوف ہے۔ جس کے استعمال کے بعد اس کے کانوں میں سیسہ بھر دیا جاتا ہے۔ وہ مقتولوں کی آواز کیسے سن سکتی ہے بےچاری بہری۔ کلاشنکوف یہ سب آلہ جات جو معذور کر دیئے جاتے ہیں ورنہ بتاتے کہ قاتل کا ہاتھ کیسا تھا۔ اس کے ہاتھوں پر چونے سے جلنے کے نشان تھے۔ اس کے ہاتھوں میں سونے کی انگوٹھی تھی۔ زنجیر تھی۔ گھڑی تھی۔ اگر چھری چلاتے وقت مقتول کو جانور سمجھا تھا۔ تو پھر قصائی ہونگے۔ چھری تو بےچاری اندھی ہوتی ہے۔ اندھوں سے کیسا شکوہ ۔!! گونگوں کی کیا گواہی۔ بہروں کا کیا پہرہ؟؟ لیکن ایک بات ایک نشانی۔ قاتل کا ہاتھ مضبوط ہوتا ہے۔ چھری چلاتے کانپتا نہیں۔ پستول چلاتے ہلتا نہیں۔ کلاشنکوف چلاتے ٹھہرتا نہیں!!!

قاتل کی آنکھیں

قاتل کی آنکھوں پر پردہ ہوتا ہے۔ دولت کا۔ ہوس کا۔ جنون کا۔ بے رحمی کا۔ بے خوفی کا۔ اقتدار کا۔ نشے کا۔ درندگی کا۔ لیکن یہ پردہ آپ دیکھ نہیں سکتے۔ اسے صرف مقتول دیکھ سکتا ہے۔ اس کے بعد اور اس سے پہلے یہ وہی آنکھیں ہوتی ہیں ایک بچے کی معصوم آنکھیں۔ ایک بیٹے کی حیادار آنکھیں۔ ایک باپ کی رحمدل آنکھیں۔ اب اگر آنکھوں کے آگے پردہ آجائے تو آنکھیں کیا کریں۔ اس طرح اصل قاتل تو یہ پردہ ہے۔ دولت کا۔ ہوس کا۔ جنون کا۔ آنکھوں پر پردہ آجائے۔ تو آنکھیں کیا کریں۔ بےچاری پردہ پڑی آنکھیں۔

قاتل کی پیشانی

قاتل کی پیشانی کو بچپن میں اس کی ماں نے اس کے باپ نے دادا دادی یا نانا نانی۔ خالہ۔ ماموں پھوپھی۔ چچا۔ سب نے یا کسی نہ کسی نے فرط محبت سے چوما ہوتا ہے۔ بار بار چوما ہوتا ہے۔ تصور ہی تصور میں۔ اس پیشانی پر بخت کے ستارے چمکتے دیکھے ہوتے ہیں۔ پیشانیوں پر چمکتے ستارے ماند پڑ جائیں۔ بخت سیاہ ہو جائے۔ پیشانی پر خطاکاری کی مہریں لگ جائیں۔ تو یہی پیشانی ایک قاتل کی پیشانی بن جاتی ہے۔ جن کے مقدر میں پشیمانی کا پسینہ ہوتا ہے۔ تقدیر کی سیاہی ہوتی ہے۔ سوچتی ہوں جھوٹے خداؤں کی یہ پیشانی اس واحد و یگانہ خدا کے آگے کسی کو قتل کرنے کے بعد ویسے ہی جھکتی ہوگی۔ جیسے بچپن میں جھکتی تھی؟؟

قاتل کا چہرہ

قاتل کا چہرہ۔ چھپا ہوتا ہے یا پھر اس نے نقاب اوڑھا ہوتا ہے؟ اس نے میک اپ کیا ہوتا ہے؟ ۔ نہ نہ ۔ خوفناک ہوتا ہے۔؟ جس سے لوگ ڈر جائیں۔ نہیں ایسا بھی نہیں ہوتا۔ معصوم ہوتا ہے؟ نہیں معصوم تو بچپن میں تھا۔ جب ماں نے پیار سے دھلایا تھا۔ چوما تھا گال سے گال لگا کر اسے ممتا کی آنچ دی تھی۔ پھر کیا ہوتا ہے۔ سفاک ہوتا ہے۔ شاید نہیں سفاک بھی نہیں ہوتا۔ میں بتاؤں اسے اپنا چہرہ بدلنے پر قدرت ہوتی ہے۔ قتل کرتے وقت کچھ اور ہوتا ہے۔ قتل سے پہلے کچھ اور ہوتا ہے اور قتل کرنے کے بعد کچھ اور ہوتا ہے۔ یعنی اس کی کوئی شناخت کوئی پہچان نہیں ہوتی۔

قاتل کی آواز

بچپن میں خوش الحان ہوتی ہے۔ اس نے نماز پڑھی ہوگی۔ قرآن کریم کی تلاوت کی ہوگی۔ ماں باپ کو پیاری پیاری توتلی آواز میں پکارا ہوگا۔ لیکن جب وہ قاتل ہوتا ہے۔ تو چھری کی تیز دھار اس کی آواز بن کر مقتول کے گلے سے لپٹ جاتی ہے۔ پستول کی گولی کی آواز جیسے سائیلنسر لگا کر دبایا ہوتا ہے۔ وہی آواز قاتل کی آواز ہے۔ کلاشنکوف کی آواز تڑ تڑ۔ تڑاتڑ۔ تڑ تڑ۔ یہ قاتل کی آواز ہے۔ یہ اس وقت تو بہت ہلکی ہوتی ہے۔ جب قاتل اسے جنم دیتا ہے۔ لیکن جب وہ چھری صاف کر دیتا ہے۔ پستول سنبھال کے رکھ لیتا ہے۔ کلاشنکوف ٹانگ دیتا ہے۔ تو یہ آواز قدرے تیز ہو جاتی ہے۔ جب وہ خون سے بھرے ہاتھ دھو لیتا ہے۔ خون کے چھینٹے صاف کر لیتا ہے۔ دامن پر پڑے خون کے دھبے چھڑانے کی کوشش کرتا ہے۔ تو یہ آواز۔ ہاں یہی آواز۔ قاتل کی آواز۔ قدرے اور تیز ہو جاتی ہے۔ اور خود قاتل کا پیچھا کرتی ہے۔ ہر وقت ہر جگہ اس کے ساتھ رہتی ہے۔ وہ ہر طرف کان لگا کر سنتا ہے۔ کہ کہاں سے آواز آتی ہے۔ ✓

جو قتل ہو کے گرے ان کو دفن کر ڈالو
کہ قاتلوں نے سنا ہے دھلا لئے دامن

تب اس کے قدموں کے نشان۔ اس کے قدموں کی بازگشت اس کا پیچھا کرتی ہے۔ کرتی ہی رہتی ہے۔ کرتی ہی رہتی ہے۔ اس کے قدموں کے نشان دور گہرائیوں کی طرف چلتے چلے جاتے ہیں۔ جہاں دور کہیں اس کی عاقبت کسی اندھیرے غار کی طرف اسے دوڑاتی ہے۔ اسے اپنی طرف بلاتی ہے۔ ڈراتی ہے۔ بیچارہ قاتل اپنے ہاتھوں کی طرف تکتا ہے۔ اور کہتا ہے یہ میرے ہاتھ نہیں ہیں۔ یہ میری آنکھیں نہیں ہیں۔ یہ میری پیشانی نہیں۔ یہ میرا چہرہ نہیں ہے۔ یہ میری آواز نہیں ہے۔ یہ میرے قدموں کے نشان نہیں ہیں۔ نہیں نہیں نہیں —— اور یہ نہیں نہیں نہیں کی آواز اس کا مقدر بن جاتی ہے۔

بقیہ: ص۱ سے آگے

دن بھی روزہ رکھو تو ہم رکھتے اگر اس کا حکم ہوتا کہ بیماری اور سفر میں بھی روزہ رکھو تو ہم اسی حالت میں رکھتے اور اگر وہ حکم دیتا کہ رمضان کے بعد بھی روزے رکھتے جاؤ تو ہم بھی اس کی تعمیل کرتے مگر خدا تعالیٰ نے عید کے دن کھانے پینے کا حکم دیا ہے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو عید کے دن روزہ رکھتا ہے وہ شیطان ہے۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ یہ وہ دن ہے جب خدا تعالیٰ اپنے بندہ سے کہتا ہے آج تو میرے لئے کھا اور پی۔"

بقیہ: ص۹ سے آگے

بے معنی اور بے حقیقت ہو جائے گا پس اس مضمون کو سمجھتے ہوئے عاجزی کے ساتھ دعائیں کرتے ہوئے آگے بڑھیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو اور ہمیں صحیح معنوں میں دین کا حقیقی عرفان عطا کرے اور اس عرفان کے مطابق اپنی زندگیوں کو ڈھالنے کی توفیق عطا فرمائے۔"

خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۷ اکتوبر ۱۹۸۹ء

آپ کی ہر وہ کیفیت (کسی کی کامیابی، بیماری، پریشانی، سانحہ ارتحال کی وجہ سے) جس کا اظہار آپ اپنے دوستوں کے پاس کرنا چاہتے ہیں آپ ہمیں لکھ کر ارسال فرمائیں ہم الفضل میں شائع کر کے آپ کی بات آپ کے دوستوں تک پہنچا دیں گے تحریر جتنی مختصر ہو اتنی ہی اچھی ہوگی۔ زیادہ اعلانات ہونے کی صورت میں بھی تحریر کے لئے گنجائش نکالنا مشکل ہو جاتا ہے۔

—— ادارہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بقیہ: صفحہ ۴ سے آگے

غریبی سے چھٹتے ہیں سو مَیں بار بار کہتا ہوں کہ ایسے ہی لوگ ہیں جن کے لئے نجات تیار کی گئی ہے جو شخص شرارت اور تکبر اور خود پسندی اور غرور اور دنیا پرستی اور لالچ اور بدکاری کی دوزخ سے اس جہان میں باہر نہیں وہ اس جہان میں بھی کبھی باہر نہیں ہوگا۔ مَیں کیا کروں اور کہاں سے ایسے الفاظ لاؤں جو اس گروہ کے دلوں پر کارگر ہوں۔ خدایا مجھے ایسے لفظ عطا فرما جو ان دلوں پر اپنے نور ڈالیں اور اپنی تریاقی خاصیت سے ان کی زہر کو دور کر دیں۔ میری جان اس شوق سے تڑپ رہی ہے کہ کبھی وہ بھی دن ہو کہ اپنی جماعت میں بکثرت ایسے لوگ دیکھوں جنہوں نے درحقیقت جھوٹ چھوڑ دیا ہو اور ایک سچا عہد اپنے خدا سے کر لیا کہ وہ ہر ایک شر سے اپنے تئیں بچائیں گے اور تکبر سے جو تمام شرارتوں کی جڑ ہے بالکل دور جا پڑیں گے اور اپنے رب سے ڈرتے رہیں گے ... مگر دعا کرتا ہوں اور جب تک مجھ میں دم زندگی ہے کئے جاؤں گا اور دعا یہی ہے کہ خدا تعالیٰ میری اس جماعت کے دلوں کو پاک کرے اور اپنی رحمت کا ہاتھ لمبا کر کے ان کے دل اپنی طرف پھیر دے اور تمام شرارتیں اور کینے انکے دلوں سے اٹھا دے اور باہمی سچی محبت عطا کر دے اور مَیں یقین رکھتا ہوں کہ یہ دعا کسی وقت قبول ہوگی۔ اور خدا میری دعاؤں کو ضائع نہیں کرے گا۔ ہاں مَیں یہ بھی دعا کرتا ہوں کہ اگر کوئی شخص میری جماعت میں خدا تعالیٰ کے علم اور ارادہ میں بدبخت ازلی ہے جس کے لئے یہ مقدر ہی نہیں کہ سچی پاکیزگی اور خدا ترسی اس کو حاصل ہو تو اس کو اے قادر خدا میری طرف سے بھی منحرف کر دے جیسا کہ وہ تیری طرف سے منحرف ہے اور اس کی جگہ کوئی اور لا جس کا دل نرم اور جس کی جان میں تیری طلب ہو۔"

"...اس شخص کے کہ بعد اس کے خدا تعالیٰ اس کو رد کر دیوے خاص طور سے محبت رکھو اور جب تک کسی کو نہ دیکھو کہ وہ اس سلسلہ سے کسی مخالفانہ فعل یا قول سے باہر ہو گیا تب تک اس کو اپنا ایک عضو سمجھو۔ لیکن جو شخص مکاری سے زندگی بسر کرتا ہے اور اپنی بدعہدی یا کسی قسم کے جور و جفاء سے اپنے کسی بھائی کو آزار پہنچاتا ہے یا وساوس و حرکات مخالف ... سے باز نہیں آتا وہ اپنی بدعملی کی وجہ سے اس سلسلہ سے باہر ہے۔ اسکی پرواہ نہ کرو۔"

"سچائی اختیار کرو۔ سچائی اختیار کرو کہ وہ دیکھ رہا ہے کہ تمہارے دل کیسے ہیں۔ کیا انسان اس کو بھی دھوکہ دے سکتا ہے کیا اس کے آگے بھی مکاریاں پیش جاتی ہیں۔

حد تک پہنچتا ہے کہ گویا خدا نہیں۔ تب وہ بہت جلد ہلاک کیا جاتا ہے اور خدا تعالیٰ کو اس کی کچھ پرواہ نہیں ہوتی۔"

"عزیزو! اس دنیا کی مجرد منطق ایک شیطان ہے اور اس دنیا کا خالی فلسفہ ایک ابلیس ہے جو ایمانی نور کو نہایت درجہ گھٹا دیتا ہے اور بے باکیاں پیدا کرتا ہے اور قریب قریب دہریت کے پہنچاتا ہے۔ سو تم اس سے اپنے تئیں بچاؤ اور ایسا دل پیدا کرو جو غریب اور مسکین ہو اور بغیر چون و چرا کے حکموں کو ماننے والے ہو جاؤ۔ جیسا کہ بچہ اپنی والدہ کی باتوں کو مانتا ہے۔"

"اپنے بھائیوں اور بنی نوع سے عدل کرو اور اپنے حقوق سے زیادہ ان سے کچھ تعرض نہ کرو اور انصاف پر قائم رہو۔ اور اگر اس درجہ سے ترقی کرنی چاہو تو اس سے آگے احسان کا درجہ ہے اور وہ یہ ہے کہ تو اپنے بھائی کی بدی کے مقابل نیکی کرے اور اس کی آزار کی عوض میں تو اس کو راحت پہنچاوے اور مروت اور احسان کے طور پر دستگیری کرے۔"

"پھر بعد اس کے ایتاء ذی القربیٰ کا درجہ ہے اور وہ یہ ہے کہ تو جس قدر اپنے بھائی سے نیکی کرے یا جس قدر بنی نوع کی خیر خواہی بجا لاوے اس سے کوئی اور کسی قسم کا احسان منظور نہ ہو بلکہ طبعی طور پر بغیر پیش نہاد کسی غرض کے وہ تجھ سے صادر ہو جیسی شدت قرابت کے جوش سے ایک خویش دوسرے خویش کے ساتھ نیکی کرتا ہے۔ سو یہ اخلاقی ترقی کا آخری کمال ہے کہ ہمدردی خلائق میں کوئی نفسانی مطلب یا مدعا یا غرض درمیان نہ ہو بلکہ اخوت و قرابت انسانی کا جوش اس اعلیٰ درجہ پر نشوونما پا جائے کہ خود بخود بغیر کسی تکلف کے اور بغیر پیش نہاد رکھنے کسی قسم کی شکرگزاری یا دعا یا اور کسی قسم کی پاداش کے وہ نیکی فقط فطرتی جوش سے صادر ہو۔"

مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ انسان کا ایمان ہرگز درست نہیں ہو سکتا جب تک اپنے آرام پر اپنے بھائی کا آرام مقدم نہ ٹھہراوے۔ اگر میرا ایک بھائی میرے سامنے باوجود اپنے ضعف اور بیماری کے زمین پر سوتا ہے اور مَیں باوجود اپنی صحت اور تندرستی کے چارپائی پر قبضہ کرتا ہوں تا وہ اس پر بیٹھ نہ جاوے تو میری حالت پر افسوس ہے اگر مَیں نہ اٹھوں اور محبت اور ہمدردی کی راہ سے اپنی چارپائی اس کو نہ دوں اور اپنے لئے فرش زمین پسند نہ کروں۔ اگر میرا بھائی بیمار ہے اور کسی درد سے لاچار ہے تو میری حالت پر حیف ہے اگر مَیں اس کے مقابل پر امن سے سو رہوں اور اس کے لئے جہاں تک میرے بس میں ہے آرام رسانی کی تدبیر نہ کروں۔"

شاہی طبیب حضرت مولانا نورالدین کے مشہور شاگرد
حضرت حکیم نظام جان
کے
مشہور دواخانہ (رجسٹرڈ)
کے جملہ اراکینِ عملہ دنیا بھر میں بسنے والے احمدیوں اور سعید روحوں کو دل کی گہرائیوں سے اس موقعہ پر مبارکباد عرض کرتے ہیں۔
زیر سرپرستی
حکیم عبدالحمید اعوان
سنہ ۱۹۱۱ء سے
خدمت میں مصروف
گوجرانوالہ ○ ربوہ ○ قلعہ کالر ○ ملتان ○ کراچی

نئی صدی کی محراب سے گزرنے کا حق ادا کرنے کیلئے
اپنے بچوں کی صحیح رنگ میں تعلیم و تربیت کیجئے
الرّحیم
جیولرز
خورشید کلاتھ مارکیٹ
حیدری نارتھ ناظم آباد کراچی
فون: 629443 - 626280

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تریاق اطہر
اطہرا ء کے علاج کیلئے مشہور عام گولیاں
قیمت مکمل کورس -/۶۰

نور کاجل
آنکھوں کی خوبصورتی اور صحت کیلئے
قیمت -/۵ روپے فی شیشی

نور نظر
اولاد نرینہ کے لئے تجربہ شدہ گولیاں
قیمت مکمل کورس -/۴۰۰

زد جام عشق
موتی و کستوری والا نمبر ۱
مکمل کورس -/۵۰۰

اکسیر معدہ
ہاضمہ کی اصلاح کیلئے لذیذ اور مفید چورن
قیمت -/۵ ۔ -/۱۰ ۔ -/۲۰

قند شفاء
نزلہ، زکام، کھانسی کیلئے مفید اور آسان جوشاندہ
قیمت فی ڈبی -/۷

خورشید یونانی دواخانہ
گولبازار۔ ربوہ
فون
دکان ۔۔۔ ۵۳۸
رہائش ۔۔۔ ۲۳۸

آپ کے ذوق کے عین مطابق
نئی دکان، نئی ورائٹی، رعایتی قیمت
جیولری، کاسمیٹکس۔ لیڈیز سینڈل و شوز
نیو فیشن ہاؤس
نزد فریج ماسٹر اقصیٰ روڈ۔ ربوہ

تمام احمدی بھائیوں اور بہنوں کی خدمت میں مبارکباد پیش ہے
منجانب
شریف جیولرز
اقصیٰ روڈ ربوہ
فون
۶۴۹
۸۴۱

ربوہ میں آپکے جیولرز
پاک گولڈ سمتھ
میاں عبدالمنان ناصر ولد میاں عبدالسلام
گولبازار۔ ربوہ
فون: ۵۵۰ گھر: ۷۴۹ ۔ ۵۴۹

ربوہ اور ربوہ کے گردونواح میں ہر قسم کی جائیداد کی خرید و فروخت ہمارے ذریعہ کیجئے اور خدمت کا موقع دیجئے۔
شریف احمد بھٹی
پراپرٹی سنٹر
ریلوے روڈ رحمت بازار ربوہ
فون گھر: ۴۳۱ . آفس: ۵۲۱

معیاری بیکری کا نام
رحمٰن بیکرز
احباب کی خدمت کیلئے اب عمدہ مٹھائی بھی دستیاب ہے
نیز تقریبات کیلئے آرڈر پر بھی مال تیار کیا جاتا ہے
رحمٰن بیکرز اقصیٰ روڈ ربوہ
فون ۳۳۰

حنیف ہومیو پیتھک کلینک
۷۶ اے بینک سکوائر مارکیٹ نزد شیزان بیکری ماڈل ٹاؤن لاہور
موسم سرما کے اوقات کار:۔
ہر اتوار سے جمعرات تک صبح ۹½ تا ۱۲ بجے
شام ۴½ تا ۷ بجے رات
ہر جمعہ کو صبح ۱۰ سے ۱۲ بجے تک
شام دواخانہ بند رہے گا
ہر ہفتہ کو دواخانہ پہلے وقت بند رہے گا شام کو کھلا رہا کرے گا
خاکسار: ہومیو پیتھک ڈاکٹر شیخ محمد حنیف آف کوئٹہ حال لاہور

گیس ٹربل کیلئے
ہاضمون رجسٹرڈ
جب تمام ہاضم چورن بے اثر ہو جائیں تو صرف ایک خوراک آزمائیں
نصرت دواخانہ
کمیٹی مارکیٹ ربوہ

تریاق معدہ
خرابی ہضم کا موثر علاج
قیمت -/۸ ۔ -/۱۵

راحت جان
تبخیر معدہ کی مجرب دوا
قیمت -/۱۵

روشن کاجل
آنکھوں کی خوبصورتی کیلئے
قیمت -/۵

شربت صدر
نزلہ، زکام اور کھانسی کیلئے
قیمت -/۸

تریاق بواسیر
بواسیر کا شافی علاج
قیمت -/۱۵

NASIR ناصر
دوا تدبیر ہے اور دعا اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرتی ہے
ناصر دواخانہ رجسٹرڈ ربوہ

زرعی ادویات کا مرکز
چناب اینڈ کو
کچہری روڈ۔ چنیوٹ
(عنائت اللہ)

کیوریٹو ادویات حیوانات
برائے
سرکن، اپھارہ، ٹک، سوزش پستان، زہرباد، تھنوں میں ناڑ وغیرہ پیدا ہونا، گل گھوٹو (خناق) فالج، منہ کھر وغیرہ، مندرجہ ذیل سٹاکسٹس سے کمپنی کے مقررہ نرخ پر حاصل کریں۔
(ویٹرنری ڈاکٹرز فری سمپلز و لٹریچر براہ راست کمپنی سے طلب فرمائیں)
(۱) لاہور: ۔۔۔ پاکستان میڈیکوز لوئر مال
(۲) فیصل آباد: ۔۔۔ میاں شادی میڈیسن کمپنی گول چنیوٹ بازار
(۳) کراچی: ۔۔۔ شہزاد میڈیکل سٹور بھینس کالونی روڈ ۵ لانڈھی
(۴) ملتان: ۔۔۔ زکریا میڈیکل سٹور بیرون لوہاری گیٹ
(۵) سیالکوٹ: ۔۔۔ الرحمن ہومیو پیتھک دواخانہ بالمقابل مغل محل سینما ڈسکہ روڈ
(۶) راولپنڈی: ۔۔۔ شبیر میڈیکوز بالمقابل کنٹونمنٹ ہسپتال صدر
(۷) مردان: ۔۔۔ ہومیو ڈاکٹر غلام جیلانی نزد گولڈن سینما
کیوریٹو میڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو) کمپنی ہیڈ آفس ربوہ
فون: ۶۰۱ ۶۰۶ ۶۰۷

بہتے کان کا ہسپتال
علاج بذریعہ جدید کمپیوٹر۔
بازار ٹھٹھیاراں ڈسکہ ضلع سیالکوٹ

قدیمی، اولین، شہرہ آفاق
۱۹۰۰ء سے ایک ہی نام
دواخانہ حکیم نظام جان
چوک گھنٹہ گھر گوجرانوالہ
فون ۷۳۹۹۷
برانچیں:
کراچی: فون نمبر ۴۱۳۲۵۱
لاہور: 1-D-3 گلشن راوی
ملتان: چوک جان محمد معصوم شاہ روڈ
[illegible]: بالمقابل شاہ تاج شوگر ملز
[illegible]: فون نمبر ۹۹
ربوہ: اقصیٰ چوک کالج روڈ فون نمبر ۵۵۸